شہریت

برائے بارھویں جماعت

Free From Government
NOT FOR SALE

خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور

جملہ حقوق بحق لیڈنگ پبلشرز محفوظ ہیں

منظور کردہ: نظامت نصاب و تعلیمِ اساتذہ خیبر پختونخوا، ایبٹ آباد

بمطابق: قومی نصاب 2006

مراسلہ نمبر 2272-75/SS-II مورخہ 21-03-2013

مصنف: پروفیسر بختیار

نگران نظر ثانی کمیٹی: سید بشیر حسین شاہ ناظم، نظامت نصاب و تعلیمِ اساتذہ خیبر پختونخوا، ایبٹ آباد

نظر ثانی: پروفیسر ڈاکٹر محمد اعظم، پولیٹیکل سائنس ڈیپارٹمنٹ ہزارہ یونیورسٹی
طارق اقبال، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج نمبر 1 ایبٹ آباد
محمد حنیف خان، ماہر مضمون، گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول نواں شہر ایبٹ آباد
فضل الرحمٰن، ماہر مضمون، ڈائریکٹریٹ آف کریکولم اینڈ ٹیچر ایجوکیشن ایبٹ آباد
محمد الیاس، اسسٹنٹ ماہر مضمون، ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور

ایڈیٹر: محمد حسین، ماہر مضمون، خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ، پشاور۔

زیرِ نگرانی و رہنمائی: رشید خان پائندہ خیل (چیئرمین)
سعید الرحمٰن، (ممبر ای اینڈ پی)
خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ، پشاور

تعلیمی سال: 2021-22ء

ویب سائٹ: www.kptbb.gov.pk

ای میل: membertbb@yahoo.com

ٹیلی فون نمبر: 091-9217159-60

فہرست مضامین

باب۔۱: پاکستان کا نظام حکومت — 1

(ا) حکومت پاکستان — 2
حکومتِ پاکستان کی ساخت کی بنیادیں — 2
پاکستان میں جمہوریت اور آمریت کا موازنہ — 4
پاکستان میں عوامی ضروریات کی تکمیل کیلئے جمہوری حکومتوں کا کردار — 9
پاکستان میں حکومت کو مزید جمہوری بنانے کے طریقے — 11
ب۔ حکومت کے ادارے — 15
پاکستان میں مقننہ کے افعال یا فرائض — 16
پاکستان میں عاملہ یا انتظامیہ کے فرائض — 19
پاکستان میں سپریم کورٹ کے افعال یا فرائض — 23
عاملہ، مقننہ اور عدلیہ کا جمہوریت اور آمریت کے ادوار میں موازنہ — 25
دستور 1973ء کے تحت صدر اور وزیرِ اعظم کے اِختیارات کا موازنہ — 27
پولیس کی ذمہ داریاں — 28
بطور حکومتی اِدارہ فوج کا کردار — 30

باب۔۲: بچوں اور خواتین کے حقوق — 36

بچے — 37
بچوں کے حقوق پر معاہدہ کی ضرورت — 37
سی آر سی میں بچوں کے حقوق — 38
سی آر سی میں بچوں کی شرکت کے حقوق — 42
بچوں کے حقوق کے کنونشن کے بنیادی اصول — 44

بچوں کے حقوق کے کونشن میں دیئے گئے حقوق اور اسلام میں بچوں کے حقوق کا موازنہ 45
والدین کی ذمہ داریاں 47
خواتین کے حقوق 49
زمادہ (Sex) اور مذکر مونث (Gender) 50
خواتین کے خلاف امتیازات ختم کرنے کا کونشن اور اسلام میں خواتین کے حقوق 50

باب۔۳: سیاسی اقتصادیات 56

پاکستان کی معیشت پر اقتصادی عالمگیریت کے مثبت اور منفی اثرات 59
خود انحصاری پر مبنی اقتصادیات کے لوازمات 60
عالمی مالیاتی ادارے (فرائض اور مقاصد) 62
بین الاقوامی اقتصادی و مالیاتی اداروں کے سیاسی اثرات 66
بین الاقوامی معاشی اداروں میں تبدیلی کی تجاویز 68
پاکستان اور عالمی تجارت 71
عالمی تجارت کے معاہدات کا پاکستان پر اثرات۔ 72
معاشی استحکام کے حصول میں پاکستان کی مشکلات 74
معاشی ترقی اور قرض سے چھٹکارا۔ 76

باب۔۴: بین الاقوامی تنازعات اور حل 81

موجودہ عالمی تنازعات کا تاریخی پس منظر 82
عالمی سطح پر تنازعات کے حل کے لیے گفت شنید کا استعمال 89
عالمی تنازعات کی وجوہات 90
تنازعات کے حل کے لیے موثر حکمت عملیاں 92
عالمی عدالتِ انصاف کے فرائض 95
بین الاقوامی تنازعات میں ثالثی اور گفت وشنید کیلئے افراد کا کردار 96
ایک اچھے ثالث اور گفت وشنید کرنے والے کے خواص 97
اچھے ثالث وگفت شنید کرنے والے کی خصوصیات کیسے اپنائی جاسکتی ہیں۔ تجاویز 98

باب۔۵: علمی مہارتیں 103

ویب سائٹس کا استعمال 104
ویب سائٹس سے معلومات پڑھنا اور مقصد کے حصول کیلئے اُن کی نشاندہی 105
معلومات کو جمع کر کے ترتیب دینا اور نتیجے تک پہنچنا 106
جمع شدہ معلومات کی بنیاد پر دلیل سازی 107
معلومات کی روشنی میں مسائل حل کرنے کے طریقے 108
مسائل کے حل کے لیے سرکاری پالیسی کی تجویز 109
معلومات اور اِطلاعات کے پھیلاؤ کے طریقے 111

باب۔۶: سیاسی جماعتیں اور سماجی تحاریک 115

سیاسی جماعتیں 116
سیاسی جماعتوں کی ساخت اور بناوٹ۔ 118
سیاسی جماعت کی حکومت کا اُسکے منشور کی روشنی میں کارکردگی 121
سماجی تحریک 123
پاکستان کو بطورِ اسلامی، جمہوری اور فلاحی ریاست کے بنانے میں سماجی تحاریک کی اہمیت 125
سماجی تحاریک کے وجوہات 127
مقامی سطح پر امن کے فروغ کے طریقے 29

باب۔۷: امن اور تنوع 34

امن 35
پُرامن معاشرے کی اہمیت 5
پُرامن معاشرہ کے خصوصیات 6
مقامی قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں کی وجوہات [illegible]

مقامی، قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں کے نتائج اور اثرات 139
مقامی، قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں سے متاثر ہونے والے گروہوں کی نشاندہی 141
امتیازات 143
تنوع 144
سٹیریو ٹائپ 145
فرضی قصوروار 146
متنوع معاشروں کے خصوصیات 146
پاکستانی معاشرہ میں تنوع سے پیدا ہونے والے مسائل 147
ہماری زندگی اور معاشرہ میں مختلف ثقافتوں، اقدار اور عقائد کا کردار 148
تنوع کے حوالے سے پاکستانی ثقافت اور عالمی ثقافت میں فرق 150
عالمی سطح پر تنوع (اجاگر کرنے کی ضرورت) 151
عالمی سطح پر تنوع کو مضبوط بنانے کے طریقے 152
پاکستان میں اقداری تنوع کے فروغ کے طریقے 153
معاشرے میں تنوع اور رواداری کا فروغ اور انداز زندگی 154

باب۔۸: فعال اور ذمہ دار شہریت 157

تلبیس کے ذریعے سیکھنا۔ 158
عوامی خدمت کا پیغام۔ 161
دستخطی مہم۔ 163
کمیونٹی سروس۔ 163
سانحہ یا حادثہ 165
سانحات کا انتظام۔ 165

مخصوص اصطلاحات 170

کچھ مصنف کے بارے میں 181

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۱

پاکستان کا نظامِ حکومت

تدریسی مقاصد

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ اُن بنیادوں (نظریہ، تاریخ، ثقافت اور اقدار) کی وضاحت کر سکیں جن پر حکومت پاکستان کی تشکیل کی گئی ہے۔
۲۔ پاکستان میں جمہوری اور آمرانہ ادوار کا موازنہ کر سکیں۔
۳۔ پاکستانی عوام کی ضرورتوں کی تکمیل کیلئے جمہوری حکومتوں کے کردار کا تعین کر سکیں۔
۴۔ اُن طریقوں کو تجویز کیا جا سکے جن سے حکومتِ پاکستان مزید جمہوری ہو۔
۵۔ اپنے اُن تجاویز کا دفاع کر سکیں جن کے ذریعے حکومت پاکستان مزید جمہوری ہو سکے۔
۶۔ پاکستان میں مقننہ، عاملہ اور عدلیہ کے افعال کی وضاحت کر سکیں۔
۷۔ جمہوریت اور آمریت میں مقننہ، عاملہ اور عدلیہ کے کرداروں کا موازنہ کر سکیں۔
۸۔ دستور 1973ء میں دیئے گئے صدر اور وزیر اعظم کے کرداروں کا موازنہ کر سکیں۔
۹۔ پولیس کے کردار کی تشریح کر سکیں۔
۱۰۔ فوج کے کردار کا بطور سرکاری اِدارہ نشاندہی کر سکیں۔

NOT FOR SALE

حکومتِ پاکستان
(Government of Pakistan)

حکومتِ پاکستان کی ساخت کی بنیادیں

اسلامی جمہوریہ پاکستان جنوبی ایشیاء میں ایک جمہوری اور وفاقی پارلیمانی ملک ہے۔ چودہ اگست 1947ء کو آزادی حاصل کرنے کے بعد پاکستان کے دستوری ارتقاء میں تین دساتیر 1956ء، 1962ء اور 1973ء نے کردار ادا کیا۔ اس وقت 1973ء کا دستور کئی ایک ترامیم کے ساتھ نافذ ہے۔ حکومتِ پاکستان کے سیاسی نظام کی بنیادیں درج ذیل ہیں۔

ا۔ نظریہ (Ideology):

قیام پاکستان کے وقت مختلف ممالک میں مختلف نظریات کی بنیاد پر مختلف طرزِ حکومت رائج تھے جیسے جمہوری نظریات اور اِشتراکی نظریات وغیرہ۔ قیام پاکستان سے قبل برصغیر پاک و ہند میں جو نظامِ حکومت رائج تھا وہ برطانوی حکومت کی طرز پر قائم کیا گیا تھا اور برطانیہ میں نظامِ حکومت جمہوری نظریات کی بنیاد پر استوار کیا گیا تھا۔ اِس طرح پاکستان کا نظامِ حکومت بھی جمہوری نظریات کی بنیاد پر قائم کیا گیا۔ پاکستان کو ایک نظریہ کے تحت حاصل کیا گیا جسے نظریہ پاکستان بھی کہتے ہیں۔ آزادی سے پہلے پاکستان کی وضاحت اِس نعرے کے ذریعے کی گئی کہ پاکستان کا مطلب کیا لا اِلٰہ اِلا اللہ۔ یہ نظریہ ...ادی طور پر علامہ محمد اِقبال نے دسمبر 1930ء میں الہ آباد کے مقام پر آل اِنڈیا مسلم لیگ کی سالانہ اِجلاس کی صدارت ...تے ہوئے پیش کیا۔ قراردادِ لاہور 23 مارچ 1940ء کے ذریعے اِس تصور کو مزید واضح کیا گیا۔ مطلب یہ کہ پاکستان کی ...یل ایک نظریہ کی بنیاد پر ہوئی اور وہ نظریہ مسلمانان پاک و ہند کے لیے ایک علیحدہ وطن کا قیام تھا۔ نظریہ اِسلام، یعنی ...ان ایک مسلمان ریاست ہوگی جو پاک و ہند کے مسلم اکثریتی علاقوں میں قائم کی جائے گی۔ اس ملک کے دستور اور ...ت کی بنیاد اِس میں رہنے والے مسلمانوں کی رائے پر رکھی جائے گی۔ 10 اگست 1947ء کو کراچی میں دستور ساز ...ا پہلا اِجلاس منعقد ہوا جس میں قائداعظم محمد علی جناح نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان ایک آزاد خود مختار مسلمان ... ہوگی جہاں پر مذہبی آزادی ہوگی یعنی ہر کسی کو اپنے عبادت خانوں میں جانے کی مکمل آزادی ہوگی۔ مارچ 1949ء

NOT FOR SALE

میں قراردادِ مقاصد منظور کی گئی جس میں اللہ تعالیٰ کے اِقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کیا گیا۔ اِس طرح تقریباً ہر دستور میں اِسلام کو ملک کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا۔ دستور 1973ء میں تو بہت ساری اِسلامی دفعات شامل کی گئی ہیں۔

۲۔ تاریخ (History):

پاکستان جنوبی ایشیاء کے قدیم تہذیب وادیٔ سندھ کی تہذیب (1700BC-2500) کی طرف ایک سیڑھی ہے۔ دریائے سندھ کو آج بھی وہی مقام حاصل ہے جو قدیم تاریخ نے اُسے دیا ہے۔ دریائے سندھ کو پاکستان کا دورانِ خون سمجھا جاتا ہے اور وادیٔ سندھ کی تاریخی تہذیب پاکستان کی پہچان ہے۔ یہ علاقہ سلطنتِ مغلیہ کا حصہ رہا اور تقریباً اُنیسویں صدی کے وسط سے انگریز نوآبادیاتی نظام کا حصہ رہا۔ برطانوی حکومت کی بنیاد پارلیمانی جمہوریت پر تھا اِسلئے برصغیر میں حکومتی اِرتقاء اور جمہوری طرزِ حکومت کی بنیاد پارلیمانی جمہوریت پر رکھی گئی۔ حکومت برطانیہ نے برصغیر میں جمہوری نظام متعارف کرنے کیلئے مختلف آئینی وقانونی اِصلاحات نافذ کیے۔ مثال کے طور پر قوانین حکومتِ ہند 1909ء، 1919ء اور 1935ء۔ اِن اِصلاحات میں قانون ساز اِدارے قائم کیے گئے جن کی تشکیل کیلئے آہستہ آہستہ اِنتخابی نظام رائج کیا گیا اور ہندوستانیوں کو مرحلہ وار اِن اِداروں میں نمائندگی دی گئی۔ اِس طرح نمائندہ جمہوریت کی بنیاد رکھی گئی۔ برصغیر نے انگریزوں سے 1947ء میں آزادی حاصل کی۔ پاکستان کا موجودہ سیاسی نظام اُس جمہوری نظام کا ارتقائی ثمر اور تسلسل ہے۔ تاریخی حوالوں سے یہ لوگ طویل عرصے ایک قسم کے مسائل سے دوچار رہے۔ تاریخی طور پر اِن لوگوں نے حصولِ آزادی کیلئے مشترکہ جدوجہد کی اور تکالیف برداشت کیں۔ پاکستان کے موجودہ صوبوں میں سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخوا (سرحد) پہلے سے موجود تھے جبکہ بلوچستان کو آزادی کے بعد صوبے کا درجہ دیا گیا۔ قبائلی شناخت پہلے کی طرح آج بھی منفرد طور پر موجود ہے۔ یہی تاریخی یکسانیت آج کے دستور اور حکومت کی ساخت میں جھلکتی ہے۔

۳۔ ثقافت (Culture):

پاکستان کثیر النسلی ملک ہے۔ چار بنیادی لسانی و نسلی گروہ ہیں یعنی پنجابی، سندھی، پختون اور بلوچی۔ اِن گروہوں میں ذیلی گروہ بھی موجود ہیں۔ پاکستان میں دستور اور حکومت کی بناوٹ پر اِن لسانی و نسلی گروہوں کا گہرا اثر

NOT FOR SALE

ہے۔ ملک کی وفاقیت اسی وجہ سے ہے۔ لسانی اختلافات کی وجہ سے پاکستان کی دستور سازی میں تاخیر بھی ہوئی اور مشرقی پاکستان کا سانحہ بھی وقوع پذیر ہوا۔ آٹھارویں آئینی ترمیم کے ذریعے دستور سے متصلہ اُمور (Concurrent list) کی فہرست ختم کر کے اختیارات صوبوں کے حوالے کیے گئے۔ اس طرح پاکستان کے لوگوں کو زبانوں اور ثقافتوں کی ترقی کا حق دیا گیا ہے۔

۴۔ اقدار (Values):

پاکستان ایک مسلمان ملک ہے جہاں پر روایتی، اسلامی اور مشرقی اقدار موجود ہیں ۔ اِن اقدار میں دوستی، مہمان نوازی، اِمداد، قربانی، ایثار، اِتحاد، کی جھلک نظر آتی ہے۔
اگر سماجی نظام میں یہ اقدار موجود ہوں تو ملک کی سیاست، دستور اور طرزِ حکمرانی میں بھی اِن کی موجودگی اور کردار یقینی ہے۔

پاکستان میں جمہوریت اور آمریت کا موازنہ
(Comparison of Democracy and Dictatorship in Pakistan)

۱۔ پہلا دور (First Period)

آزادی کے بعد جمہوری حکومت قائم کی گئی اور یہ سلسلہ اکتوبر 1958ء تک جاری رہا۔ یہ پاکستان کا اِبتدائی دور تھا، ملک ہر طرف سے مشکلات اور تکالیف میں پھنسا ہوا تھا۔ وسائل کی کمی تھی اور مسائل کی بھرمار۔ قائداعظم کے وفات کے بعد مخلص سیاسی قیادت کی بھی کمی تھی اور بدقسمتی سے موجود قیادت بھی اِقتدار کیلئے لڑتی رہی۔ اِس طرح مسائل میں اضافہ ہوتا رہا۔ اِس مختصر دور میں کئی حکومتیں تبدیل ہوتی رہیں۔ لیاقت علی خان کے بعد خواجہ ناظم الدین وزیراعظم بنے۔ آپ کے بعد محمد علی بوگرہ جو امریکہ میں پاکستان کے سفیر تھے آگئے اور وزیراعظم بننے کے علاوہ مسلم لیگ کے سربراہ بھی بنے۔ آپ کے بعد

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

چودھری محمد علی وزیراعظم مقرر ہوئے لیکن غلام محمد سے خراب تعلقات کی بناء پر انہیں ہٹا کر حسین شہید سہروردی کو وزیراعظم بنایا گیا۔ آپ کے بعد آئی آئی چندریگر (ابراہیم، اسماعیل چندریگر) اور فیروز خان نون وزرائے اعظم بنے۔ اِس جمہوری دور میں ایک اہم کام 1956 کا دستور تھا جو چودھری محمد علی کی سربراہی میں تیار اور نافذ کیا گیا۔ یہ ایک متفقہ اور جمہوری آئین تھا۔ جس کی روشنی میں گورنر جنرل سکندر مرزا ملک کے پہلے صدر بنے۔

27 اکتوبر 1958ء کو پاکستان کی مسلح افواج کے سربراہ جنرل ایوب خان نے ملک میں آئینی حکومت ختم کر کے مارشل لاء نافذ کیا اور 1956ء کا دستور ختم کر دیا گیا۔ یہ دور تقریباً دس سال سے زیادہ عرصے تک رہا لیکن مجموعی طور پر ایوب خان بھی عوام کو مطمئن کرنے میں ناکام رہا۔ آپ کے اہم کارنامے یہ تھے۔

ایوب خان دور کے کارنامے:

- آپ نے پاک بھارت جنگ 1965ء میں بھارت کو شکست دی۔ بھارت کے ساتھ 'تاشقند امن معاہدہ' کیا۔
- اِسلام آباد کو کراچی کی بجائے دارالحکومت مقرر کیا۔
- بھارت سے سندھ طاس نامی معاہدہ کے ذریعے دریاؤں کی تقسیم کا معاملہ حل کیا۔
- ایوب خان نے صنعتی ترقی کو توجہ دی۔
- آپ نے ملک میں بلدیاتی اور مقامی حکومتوں کا نظام متعارف کیا۔
- ایوب خان نے 1962ء کا دستور بنایا اور نافذ کیا۔
- ملک میں کئی اِصلاحات کیے گئے۔
- ایران اور ترکی کے ساتھ ترقی کیلئے علاقائی تنظیم برائے ترقی (RCD) قائم کی گئی۔

اس دور میں ایوب خان کو کئی ناکامیوں اور تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔

ایوب خان دور کی ناکامیاں:

- مثال کے طور پر آپ کا دستور فردِ واحد کے اختیارات کا دستور تھا جسے عوامی حمایت حاصل نہیں تھی۔
- دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہوئی۔
- سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی۔
- پریس پر پابندیاں تھیں اور ہنگامی حالات کے قواعد زیرِ اِستعمال تھے۔

- اِس طرح ملک میں پہلا فوجی دور پہلے جمہوری دور سے بھی زیادہ بدتر رہا۔

۲۔دوسرا دور (Second Period):

اپنی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے ایوب خان نے حکومت مارچ 1969ء میں جنرل آغا محمد یحییٰ خان کے حوالے کی۔ یحییٰ خان کا دور بہت مختصر رہا اور اُس نے ملک میں پہلے عام اِنتخابات کا اِعلان کیا۔ اُس کا دور سیاسی مسائل میں گزر گیا۔ اکتوبر 1970ء میں عام اِنتخابات منعقد کیے گئے جس میں شیخ مجیب کی عوامی لیگ سب سے بڑی سیاسی جماعت کے طور پر اُبھری جس نے قومی اِسمبلی کی 300 میں سے 160 نشستیں حاصل کیں۔ جبکہ پیپلز پارٹی 81 نشستوں کے ساتھ دوسرے نمبر پر رہی۔ اِنتخابات کے بعد اِنتقالِ اِقتدار کا مسئلہ شدت اِختیار کرنے لگا۔ مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ کے اِحتجاج نے ایک سیاسی بحران پیدا کیا۔ جنرل یحییٰ خان نے مارچ 1971ء میں بنگالیوں کے خلاف فوجی آپریشن کیا۔ بھارت نے پاکستان کے اندرونی معاملات سے فائدہ اُٹھا کر مشرقی پاکستان میں فوج کشی کی اور جنگ شروع ہوئی۔ اِس جنگ میں پاکستان کے 90 ہزار فوجیوں کو قیدی بنایا گیا جو بعد میں ذوالفقار علی بھٹو اور بھارت کے وزیرِاعظم اِندرا گاندھی کے درمیان شملہ معاہدہ کے نتیجے میں رہا کیے گئے۔ پاک بھارت جنگ کے نتیجے میں مشرقی پاکستان نے بنگلہ دیش کی شکل میں آزادی کا اِعلان کیا۔

باقی ماندہ پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو پہلے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بنے۔ پھر عبوری آئین بنا کر ملک کے صدر بنے اور پھر دستور 1973ء کے نفاذ کے بعد پانچ جولائی 1977ء تک پاکستان کے وزیرِاعظم رہے۔ اِس دور میں عوام کو مطمئن کرنے کیلئے بہت کچھ کیا گیا:

- ملک کی خارجہ پالیسی امریکی گرفت سے آزاد کی گئی۔
- دوسری اِسلامی سربراہی کانفرنس لاہور میں منعقد کی گئی۔
- ذاتی ملکیت کے کارخانے قومی ملکیت میں لئے گئے۔
- کئی اِصلاحات نافذ کی گئیں خصوصاً مزدوروں اور زراعت کے اِصلاحات۔
- قومی شناختی کارڈ کا اجراء کیا گیا۔
- پاکستان سٹیل ملز کا قیام عمل میں لایا گیا۔

- احمدیوں کو اقلیت کا درجہ دیا گیا۔
- وزارتِ مذہبی اُمور کا قیام عمل میں لایا گیا۔
- تیسری دُنیا کا تصور اُبھرنے لگا۔
- ملک کو ایک متفقہ آئین 1973ء دیا گیا۔

یہ ایک عوامی دور تھا۔ ملک میں 1977ء کے اِنتخابات ہوئے اور پاکستان قومی اِتحاد نے شکست کے بعد حکومت پر بے قاعدگیوں کا الزام لگا کر تحریک شروع کی جس نے تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی شکل اختیار کی۔ ملک میں 5 جولائی 1977ء کو جنرل محمد ضیاء الحق نے مارشل لاء نافذ کیا اور تمام اہم سیاست دان گرفتار کر لئے گئے۔ جنرل ضیاء نے 1973ء کے دستور میں نمایاں ترامیم کیں اور اپنے اِختیارات میں بے تحاشہ اضافہ کیا۔ 1985ء میں غیر جماعتی اِنتخابات کر کے محمد خان جونیجو کو وزیرِاعظم مقرر کیا۔ جنرل ضیاء کے دور کے اہم اِقدامات یہ تھے:

- آٹھویں ترمیم۔
- نماز کمیٹیاں، عشر زکوٰۃ کا نظام، بلاسود بنکاری، اِسلامی نظریاتی کونسل کا قیام، وفاقی شرعی عدالت، وفاقی محتسب، قاضی عدالتوں کا قیام، حدود آرڈیننس، زکوٰۃ فاؤنڈیشن کا قیام، سیرت کانفرنس اور علماء مشائخ کانفرنس وغیرہ۔
- افغانستان میں روس امریکہ جنگ میں روس کے خلاف حصہ لیا۔

۳۔تیسرا دور (Third Period):

جنرل ضیاء الحق کی وفات کے بعد سینٹ کے چیئرمین غلام اِسحاق خان نے اِقتدار سنبھالا اور ملک میں عام اِنتخابات کا اِعلان کیا۔ یہ سیاسی دور 1988ء سے لیکر 1999ء تک ہے۔ 1988ء کے اِنتخابات کے نتیجے میں پیپلز پارٹی اور اِسلامی جمہوری اِتحاد میں کسی کو واضح اکثریت حاصل نہ ہوسکی۔ بے نظیر بھٹو نے دوسری جماعتوں سے مل کر اِتحادی حکومت قائم کی لیکن غلام اِسحاق خان نے بدعنوانی کے اِلزامات لگا کر قومی اِسمبلی توڑ کر عام اِنتخابات کا اِعلان کیا۔ 1990ء کے اِنتخابات کے نتیجہ میں نواز شریف وزیرِاعظم بنے۔ اِس دور میں:

- پاکستان موٹروے بنائی گئی۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

- صوبوں کے درمیان دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کا معاہدہ ہوا۔
- نج کاری کا عمل جاری رہا اور خود انحصاری پر توجہ دی گئی۔
- تعمیرِ وطن پروگرام شروع کیا گیا۔

اس دور میں بھی بدعنوانی کے اِلزامات عام تھیں لہٰذا غلام اِسحاق خان نے قومی اِسمبلی توڑ کر 1993ء کے اِنتخابات کروائے۔ اس بار محترمہ بےنظیر اکثریت حاصل کر کے ایک بار پھر وزیرِاعظم بن گئیں۔ اِس بار پھر بدعنوانی اور بدانتظامی کی بنیاد پر پیپلز پارٹی کے اپنے صدر فاروق احمد خان لغاری نے قومی اسمبلی توڑ کر 1997ء میں عام اِنتخابات کروائے۔ ان اِنتخابات میں اِس بار نواز شریف بھاری اکثریت کے ساتھ وزیرِاعظم بن گئے۔ اِس دور میں نواز حکومت نے یہ اہم اقدامات کیے۔

- دستور میں ترامیم کر کے وزیرِاعظم کے اِختیارات بحال کیے۔
- 28 مئی 1998ء کو ایٹمی دھماکے کر کے پاکستان کو دُنیا کا ساتواں ایٹمی ملک بنا دیا۔
- بھارتی وزیرِاعظم کے دورہ پاکستان کے دوران دونوں ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی۔
- ہندوستان اور پاکستان کے درمیان بس سروس کا آغاز کیا۔

پاکستان کے ایٹمی دھماکے بڑی طاقتوں کیلئے قابلِ قبول نہیں تھیں۔ بھارت کے وزیرِاعظم اٹل بہاری واجپائی نے لاہور آ کر تعلقات میں بہتری کا عندیہ دی لیکن اِس دوران کارگل میں جنگ شروع کر کے ایک دفعہ پھر سیاسی حکومت کو کمزور کیا گیا۔ ملک کے وزیرِاعظم نے فوج کے سربراہ جنرل پرویز مشرف کو ہٹانا چاہا تو اُنہوں نے منتخب حکومت ختم کر کے ملک میں ایک بار پھر فوجی حکومت قائم کی۔

۴۔ چوتھا دور (Fourth Period):

جنرل پرویز مشرف نے 12 اکتوبر 1999ء کو نواز شریف کی حکومت ختم کر کے فوجی حکومت قائم کی تھی۔ یہ حکومت 2008ء تک جاری رہی۔ جنرل مشرف کے دور میں اہم اِقدامات کچھ یوں تھے:

- آپ نے 2002ء میں الیکشن کروائے اور اپنی حمایتی جماعت مسلم لیگ قائدِاعظم کو حکومت دی

جبکہ خود ملک کے صدر رہے۔

- جنرل مشرف نے آئین میں ترامیم کر کے لامتناہی اِختیارات حاصل کیے۔
- اِس دور میں افغان خارجہ پالیسی میں تبدیلیاں ہوتی رہیں۔
- بلدیات اور مقامی حکومتوں کا نیا نظام متعارف کیا۔

جنرل مشرف نے خود اِستعفیٰ دیا۔ ملک میں فروری 2008ء میں عام اِنتخابات کیئے گئے۔ اِنتخابات کے نتیجے میں پاکستان پیپلز پارٹی نے دوسری جماعتوں سے مل کر حکومت قائم کی۔ اِس حکومت کے اہم اِقدامات یہ ہیں:

- ملک میں جنرل پرویز مشرف کی طرف سے برطرف شدہ عدلیہ کو بحال کیا۔
- آئینی ترامیم کے ذریعے وزیرِاعظم کے اختیارات بحال کیئے گئے۔
- بینظیر اِنکم سپورٹ پروگرام کا اجراء کیا۔
- دیگر اہم آئینی ترامیم کیئے گئے۔
- مشترکہ مفادات کونسل کے فیصلہ کن اجلاس منعقد کیئے۔
- چین کے ساتھ دوستانہ تعلقات پر خصوصی توجہ مرکوز کی گئی۔
- دہشت گردی اور اِنتہا پسندی کے خلاف اہم اقدامات اُٹھائے۔

پاکستان میں عوامی ضروریات کی تکمیل کیلئے جمہوری حکومتوں کا کردار

(Role of Democratic Governments in Pakistan to Fulfill Peopl's Needs)

پاکستان میں کئی جمہوری حکومتوں نے عوامی ضروریات کی تکمیل کیلئے متعدد اِقدامات اُٹھائے۔ مسائل کے حل کے
پہلے ایک آئینی نظام کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ حکومت کے اپنے وجود کو قانونی حیثیت حاصل ہو۔ پاکستان کی تشکیل کے
بعد ملک میں دستور نہیں تھا لہٰذا جمہوری حکومت نے 1935ء کے دستور کو کئی ترامیم کے بعد ملک میں نافذ کیا۔ پہلا عو

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

دستور 1956ء میں جمہوری حکومت نے بنایا اور نافذ کیا۔ یہ دستور کافی مشکلات کے بعد تیار کیا گیا تھا۔ آج کا آئین بھی پاکستان کی جمہوری حکومت نے عوامی نمائندوں کے اتفاقِ رائے سے بنایا اور نافذ کیا۔ جب بھی ملک میں فوجی آمریت قائم ہوئی تو اس دستور میں اپنی مرضی کی ترامیم کی گئیں پاکستان میں بے روزگاری کا مسئلہ ہمیشہ بڑا شدید رہا۔ پہلے جمہوری دور میں شائد معاشی مسائل کی طرف خصوصی توجہ اِس لیے نہیں دی گئی کہ وہ حکومتیں سیاسی مسائل میں پھنسی ہوئی تھیں۔ بعد کے جمہوری ادوار میں اِس مسئلے کو اہمیت دی گئی۔ روزگار کے زیادہ مواقع پیدا کیے گئے، خود روزگار سکیموں کا اجراء کیا گیا۔ ذاتی اور چھوٹے کاروبار کی حوصلہ افزائی کی گئی اور حکومتوں نے آسان شرائط پر قرضے فراہم کیے۔ مہنگائی پر قابو پانے کیلئے ذخیرہ اندوزوں کی حوصلہ شکنی کی گئی، قیمتیں مقرر کی گئیں اور اِس کے کنٹرول کا نظام بنایا گیا اور حکومتوں نے سستی قیمت پر روزمرہ کے اِستعمال کی اشیاء فراہم کرنے کیلئے یوٹیلیٹی سٹورز قائم کیے۔ غربت کے خاتمہ کیلئے طویل المدت منصوبے تیار کیے گئے۔ زراعت کے میدان میں کئی اِصلاحات کی گئیں۔ ذوالفقار علی بھٹو نے جاگیرداروں کی جائیدادوں کو کاشتکاروں میں تقسیم کیا اور زمین کی ملکیت کی کم سے کم حد مقرر کی گئی؛ پاکستان زرعی ترقیاتی بینک کا قیام عمل میں لایا گیا؛ نواز شریف نے گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی اور کاشتکاروں کو آسان شرائط پر قرضے دیئے گئے۔ کھیت اور مارکیٹ کے درمیان سڑکیں تعمیر کی گئیں اور ٹیوب ویلوں میں بجلی کے اِستعمال پر رعائتیں دی گئیں۔ جمہوری ادوار میں صنعتوں کے جال بچھائے گئے اور ملک میں صنعتی بستیاں قائم کی گئیں۔ مزدوروں کی حالت بہتر بنانے کیلئے اِصلاحات کی گئیں۔ بھٹو دورِ حکومت میں افرادی قوت کو بیرونِ ملک ملازمتوں کیلئے بھیجا گیا۔ ملازمین کے مسائل حل کرنے کیلئے بھی کئی اِصلاحات کی گئیں اور اِنکی تنخواہوں اور پنشنز میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا۔

ہر جمہوری حکومت کا قیام عوامی مسائل کے حل کیلئے ہوتا ہے۔ اِسلئے ہر سیاسی جماعت کے منشور میں عوام کے مسائل حل کرنے کے پروگرام ہوتے ہیں۔ جمہوری قیادت نے ملک میں شرح خواندگی بڑھانے کیلئے اِقدامات کیے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے تعلیمی اِصلاحات نافذ کیں جس کے مطابق پرائمری تعلیم کو مفت بنایا گیا، خواندگی کے مراکز کھولے گئے، کئی نجی سکولز اور کالجز کو قومی ملکیت میں لیا گیا، ملک میں کئی نئی یونیورسٹیاں کھولی گئیں جن میں جامعہ اِسلامیہ بہاولپور، زرعی کالج ٹنڈو جام، این ای ڈی انجینئرنگ کالج کراچی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ بعد کی جمہوری حکومتوں نے تعلیم کے میدان میں قابل ذکر کارنامے سرانجام دیے۔ تعلیم کی بہتری کیلئے تعلیمی پالیسیاں جاری کی گئیں۔ صحت کے میدان بھی جمہوری حکومتوں نے اچھا کام کیا۔ ملک میں صحت کے مراکز کھولے گئے، طبی عملہ کی سہولیات میں اضافہ کیا گیا، شہروں پر رش کم کرنے کیلئے علاقائی سطح پر معیاری اور خصوصی ہسپتال کھولے گئے اور پرائیویٹ سیکٹر کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ رہائش کے مسائل حل کرنے کیلئے

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا گیا اور جمہوری حکومتوں نے اِسے مضبوط کیا تاکہ بے گھر لوگ قرضے حاصل کر کے مکان بنائیں، لوگوں کو دس، سات اور پانچ مرلے کے پلاٹ دیئے گئے۔ جمہوری حکومتوں نے عوام کی فلاح کیلئے کئی بڑے ترقیاتی منصوبے شروع کیے۔ علاقائی ترقی کیلئے ارکانِ اسمبلی کو فنڈز فراہم کیے گئے۔ اِس حوالے سے پیپلز ورکس اور تعمیر وطن پروگرام خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ اِس طرح دیگر سماجی مسائل یعنی منشیات فروشی، دہشت گردی، کرپشن، ذخیرہ اندوزی اور بدامنی کنٹرول کرنے کیلئے متعدد اِقدامات کیے گئے۔ خصوصی عدالتیں قائم کی گئیں۔ پاکستان اِسلامی سربراہی کانفرنس کا فعال رکن ہے اور بھٹو نے لاہور میں دوسری اِسلامی سربراہی کانفرنس منعقد کر کے تاریخی کارنامہ سرانجام دیا۔ عوام کے مذہبی جذبے کی وجہ سے ہر آئین میں اِسلامی دفعات کو شامل کیا گیا۔ اِس حوالے سے ہر جمہوری حکومت پر بڑی طاقتوں کا دباؤ رہا ہے لیکن پھر بھی حکومت نے کوشش کی کہ عوامی خواہشات کا اِحترام کیا جائے۔ نواز شریف دور میں پاکستان نے عالمی دباؤ کے باوجود ایٹمی دھماکے کیے اور عالم اسلام کی پہلی ایٹمی طاقت بن گیا۔

عوام کی خوشحالی، ترقی اور بقاء کیلئے امن کا قیام بہت ضروری ہے۔ جمہوری حکومتوں نے اِس طرف بھی توجہ دی۔ موجودہ دور میں امن وامان کا مسئلہ بہت شدت اِختیار کر گیا ہے اور حکومت کی ساری توجہ امن وامان کے قیام کی طرف ہے۔ اسی وجہ سے حکومت دیگر ترقیاتی سرگرمیوں کی طرف توجہ بھی نہیں دے سکی۔ گیارہ ستمبر 2001ء میں امریکہ پر حملے اور افغانستان کے حالات کی وجہ سے پاکستان کو بھاری قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے اور حکومت کی ساری توجہ بدامنی پر قابو حاصل کرنے پر مرکوز ہے۔ ایک بہترین جمہوری نظام کے قیام کے لئے عوام کی سیاسی تربیت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ بہترین تربیت یافتہ شہری ملک اور حکومت کے پاسبان بن سکتے ہیں۔ اِس حوالے سے ہر جمہوری دور میں یہ کوشش رہی ہے کہ ذرائع ابلاغ کو آزادی دی جائے تاکہ عوام کی سیاسی تربیت کی جا سکے۔ میڈیا اب عوام کی تجاویز، شکایات، مطالبات اور مسائل بلاخوف حکومت تک پہنچاتا ہے۔

پاکستان میں حکومت کو مزید جمہوری بنانے کے طریقے
(Ways to Further Democratize Government in Pakistan)

پاکستان میں حکومت کو مزید اِستحکام اور مضبوطی کیلئے کئی راستے اِختیار کیے جاسکتے ہیں۔ اگر اِن تجاویز پر عمل کیا جائے تو شاید حکومت مزید مضبوط اور مستحکم ہو اور عوامی خدمت اور اُنکے مسائل حل کرنے کے قابل بن جائے۔

۱۔ عوامی شرکت (People's Participation):

جدید دور میں جمہوریت بہترین طرزِ حکومت ہے۔ اِس نظام کی بنیاد عوامی شرکت پر ہے۔ جتنی عوام کی شرکت موثر ہوگی اُتنا ہی نظام زیادہ فعال اور مستحکم ہوگا۔ جتنے عوام زیادہ باشعور اور بیدار ہونگے اُتنی ہی حکومت پائیدار اور موثر ہوگی۔ اچھے شہری اچھی حکومت کی اساس ہیں۔ جب پڑھے لکھے، بیدار، تربیت یافتہ اور باشعور شہری حکومت سازی کرتے ہیں تو ایسی حکومت کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔ جمہوری نظام عوام کی، عوام کیلئے اور عوام کے ذریعے حکومت ہے۔ اِسلئے عوام کی تربیت اور شعور کو سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہیئے۔ عوام کی معلومات تک رسائی میں سہولت ہونی چاہیئے تاکہ حقائق کی روشنی میں رائے عامہ کی تشکیل ممکن ہو سکے۔

۲۔ میڈیا کی آزادی (Freedom of Media)

شہریوں کی سیاسی تربیت اور شعور کی بیداری میڈیا کے ذریعے کی جاتی ہے۔ انہیں اچھے اور بُرے میں تمیز کرنے کا قابل بنایا جاتا ہے۔ میڈیا کے ذریعے عوام اپنی رائے اور نکتہ نظر کی وضاحت کرتے ہیں۔ میڈیا میں بحث و مباحثے ہوتے ہیں، حکومت پر تنقید ہوتی ہے اور حکومت کی اچھی سرگرمیوں کی تعریف کی جاتی ہے۔ لہٰذا میڈیا کیلئے آزاد ہونا بہت ضروری ہے۔ ذرائع ابلاغ پر کوئی دباؤ یا پابندی نہ ہو تاکہ حقیقت پسندانہ اور درست معلومات اور اطلاعات حاصل ہوں۔ حکومتی میڈیا قدرے پابندی کی لپیٹ میں ہے اِسلئے یہاں سیاست میں اِستحکام کی کمی ہے۔ البتہ اب نجی میڈیا نسبتاً زیادہ آزاد ہے جس کی وجہ سے عام لوگوں میں سیاسی سوجھ بوجھ پیدا ہوتی جارہی ہے۔

۳۔ سیاسی ثقافت (Political Culture)

بدقسمتی سے ہماری سیاسی ثقافت کی بنیادیں اور اقدار عام طور پر غیر جمہوری ہیں۔ ہمیں جمہوری اقدار کے فروغ کی اشد ضرورت ہے۔ سیاست میں برداشت اور رواداری کا رواج عام کرنے کی ضرورت ہے۔ دوسرے کو دلیل اور پرامن طریقے سے قائل کرنے کی ضرورت ہے۔ سیاسی مخالفین کو قبول کرنے کی ضرورت ہے اور ایک بااخلاق اور سنجیدہ سیاسی ثقافت کا قیام ہمارا مقصد ہونا چاہیئے۔ ایک دوسرے پر کیچڑ اُچھالنے اور بے جا تنقید کا نشانہ بنانے کی بجائے عوام کو اپنا پروگرام اور

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

ترجیحات بتانے چاہیئے۔ ریاستی اِداروں میں تعاون اور اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے کام کرنے کا جذبہ ہونا چاہیئے۔ اگر حکومت کے تینوں شعبے بشمول میڈیا اپنے قانونی حدود میں رہیں اور ایک دوسرے کے کام میں غیر ضروری مداخلت نہ کریں تو ایک بہترین اور پائیدار نظام بن سکتا ہے۔ سیاسی جماعتوں کو اخلاقی اقدار کا خیال رکھنا چاہیئے اور جماعتوں کے اندر بھی جمہوریت ہونی چاہیئے۔ ہر جماعت میں اندرونی طور پر اِنتخاب کا باقاعدہ عمل لازمی ہے۔

۴۔ حزبِ اختلاف کا اِحترام (Respect of Opposition)

ایک بہترین سیاسی نظام اور حکومت وہ ہوتی ہے جہاں حزبِ اِختلاف کو باوقار مقام حاصل ہو۔ اُن کو ڈرانا، دھمکانا، قید و بند میں ڈالنا، اذیتیں پہنچانا اور کچلنا نہیں چاہیئے۔ کامیابی کیلئے مثبت تنقید ضروری ہے۔ حکومت حزبِ اِختلاف کے بغیر آمر بن سکتی ہے اور ارکانِ حکومت اپنے اِختیارات کا غلط اِستعمال کر سکتے ہیں۔ اِسلئے ایک ایسی قوت کی ضرورت ہوتی ہے کہ حکومت پر اِصلاحی انداز میں تنقید کرے نہ کہ تنقید برائے تنقید۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

۵۔ آزاد عدلیہ (Independent Judiciary)

آزاد عدلیہ ایک کامیاب حکومت کی جان ہے۔ حکومت کی اصل ذمہ داریوں میں شہریوں کو بلا اِمتیاز اِنصاف کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے۔ اِنصاف تب فراہم ہوسکتا ہے جب عدلیہ کسی بھی قسم کے دباؤ سے آزاد ہو۔ ایسا تب ممکن ہے کہ عدلیہ کے جج صاحبان کو دستوری تحفظ حاصل ہو۔ اُن کی تقرری، تبادلے، سہولیات، ترقی، برطرفی، ریٹائرمنٹ اور رہائش وغیرہ کیلئے ایک شفاف آئینی نظام موجود ہو۔ پاکستان کے دستور میں یہ چیزیں موجود ہیں لیکن اِن پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ عدلیہ کے فیصلوں پر فوری عمل درآمد، سستے اور فوری اِنصاف تک آسان رسائی کیلئے ایک خودکار نظام کا ہونا بھی ضروری ہے۔

۶۔ میرٹ کا اِحترام (Respect of Merit)

مضبوط، مستحکم اور کامیاب حکومت وہ ہے جو میرٹ اور اہلیت کا اِحترام کرے۔ جہاں بھی میرٹ اور اہلیت کو نظر انداز کیا گیا تو وہاں خون ریز اِنقلابات رونما ہوئے۔ حکومت کا بنیادی مقصد بھی میرٹ اور اہلیت کی بنیاد پر نظام کا قیام ہے۔ اِسلئے یہ بہت ضروری ہے کہ میرٹ اور اہلیت کو بالادستی حاصل ہو۔

۷۔ عوامی فلاح و بہبود (Welfare of People)

ریاست اور حکومت کی قیام کا مقصد عوام کی فلاح و بہبود ہے۔ آج بہترین حکومت اور ریاست کا معیار عوام کی فلاح ہے۔ اِنسانی ترقی کا پیمانہ (Human Development Index) اُن کی صحت، تعلیم اور روزگار کو یقینی بنانا ہے۔ اِسی معیار کو سامنے رکھتے ہوئے اچھی اور بُری ریاستوں اور حکومتوں کی درجہ بندی کی جاتی ہے۔ اِسلئے ایک مضبوط اور کامیاب حکومت وہ ہے جس میں لوگوں کی فلاح کو اہمیت حاصل ہو۔ حکومت کو اِنسانی فلاح کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آج کے عوام خاموش تماشائی نہیں۔ اگر حکومت میں خدمت کا جذبہ موجود ہے تو کیونکر وہ کامیاب حکومت نہیں ہوگی۔ عوام کی فلاح، ترقی اور خوشحالی جذبے کے بغیر ممکن نہیں۔ اگر حکومت میں عوام کی تقدیر بدلنے کی تڑپ موجود ہو تو اللہ تعالیٰ بھی حالت بدلنے میں مدد کا اِشارہ دے چکا ہے۔

۸۔ انسانی حقوق کی فراہمی (Provision of Human Rights)

بہترین حکومت کی نشانی یہ ہے کہ اِنسانی حقوق کی فراہمی کو یقینی بنائے اور دستور میں دیئے گئے حقوق کو عملی شکل دے۔ اِنسانی آزادیوں کا اِحترام کیا جائے۔ اچھی حکومت وہ ہے جو عوام کی مساوی حیثیت کو یقینی بنائے۔ وہی حکومتیں کامیاب ہیں جو حقوق اور مساوات کی علمبردار ہیں۔ سابقہ سویت یونین کی ناکامی کی اہم وجوہات میں ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اگرچہ اُس کے دستور میں اِنسانی حقوق کی طویل فہرست تو موجود تھی لیکن عملی طور پر وہاں حقوق نہ ہونے کے برابر تھے۔ اِسلئے وہاں کی حکومت عوام کی حمایت کھو چکی تھی۔

۹۔ قومی و اِجتماعی مفادات کی بالادستی

(Dominance of National and Collective Interests)

اچھی حکومت وہ ہے جو نہ صرف اِجتماعی و قومی اُمور سے تعلق رکھے بلکہ اِن کو فوقیت بھی حاصل ہو۔ قومی و اِجتماعی مفادات پر کوئی سودا بازی نہ کرنے والی حکومتیں مقبول ہوتی ہیں۔ جو حکومتیں قومی مفادات کا اِحترام کرتی ہیں وہ عوام دوست حکومتیں ہوتی ہیں۔

NOT FOR SALE

۱۰۔ صحیح اِنتخابی اُمیدوار (Good Candidature)

جمہوریت میں عوام اپنے نمائندے منتخب کرتے ہیں اور وہی نمائندے اکثریت کی بنیاد پر حکومت سازی کرتے ہیں۔ لہٰذا رائے دہندگان کا کردار سب سے اہم اور کلیدی حیثیت کا حامل ہے۔ پاکستان میں دیکھا گیا ہے کہ اِنتخابات میں دھاندلی اور غیر شفافیت کی شکایات کی جاتی ہیں۔ اِنتخابات کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے اور دھاندلی کے اِلزامات لگا کر حکومت مخالف تحاریک چلائی جاتی ہیں۔ اِس حوالے سے اُمیدواروں کا کردار بھی اہمیت کا حامل ہے۔ سیاسی جماعتوں کی ذمہ داری ہے کہ اچھے، تعلیم یافتہ اور صاحب کردار افراد کو اُمیدوار نامزد کریں۔ اگر اِنتخابات کی غیر جانبداری، شفافیت اور آزادی کو یقینی بنایا جائے تو نتیجے کے طور پر منتخب حکومت کامیاب، پائیدار، مستحکم اور مضبوط ہوگی۔

۱۱۔ سیاسی جماعتوں کا مثبت کردار (Positive Role of Political Parties)

حکومت اور ریاست کی کامیابی کا اِنحصار سیاسی جماعتوں پر ہے۔ سیاسی جماعتیں عوام کی تربیت کرتی ہیں اور عوام و حکومت کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ اگر سیاسی جماعتوں کو پھلنے پھولنے کا موقع دیا جائے اور انہیں فعال کردار ادا کرنے کے قابل بنایا جائے تو نتیجتاً بننے والی حکومت کامیاب اور مضبوط ہوگی۔ جماعتیں اِنتخابی منشور پر عمل کریں اور عوام سے کیے گئے وعدے پورے کریں۔ حزبِ اختلاف کی ذمہ داری ہے کہ حکومتی پارٹی کو انکے وعدے یاد دلاتے رہیں۔ اگر منشور کی روشنی میں حکومت کی جائے اور یہ روایت برقرار رکھا جائے تو ایک بہترین نظام وجود پذیر ہوتا ہے۔ سیاسی جماعتوں میں بھی اندرونی طور پر جمہوریت کا ہونا لازمی ہے۔ اِس طرح خاندانی و وراثتی سیاست کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ سیاسی جماعتوں کو اپنے دستور پر عمل کرنا چاہیئے۔

حکومت کے اِدارے

(Organs of Government)

حکومت تین بنیادی اعضاء سے مل کر بنتی ہے یعنی مقننہ، عاملہ اور عدلیہ۔ مقننہ قانون سازی کرتی ہے؛ عاملہ یا اِنتظامیہ اِس قانون کو عملی شکل میں نافذ کرتی ہے اور عدلیہ اِس قانون کی تشریح کے علاوہ اسکی خلاف ورزی پر سزا دیتی ہے۔

NOT FOR SALE

حکومت

مقننہ | عاملہ یا انتظامیہ | عدلیہ

پاکستان میں مقننہ کے افعال یا فرائض
(Functions of the Legislature/Parliament in Pakistan)

پاکستان میں آئین 1973ء کے مطابق مقننہ کے فرائض درج ذیل ہیں:

ا۔ قانون سازی کے فرائض (Legislative Functions):

مقننہ کی سب سے اہم ذمہ داری قانون سازی کرنا ہے۔ آئین مقننہ کو یہ ذمہ داری دیتا ہے کہ وفاقی اُمور کی فہرست سے قانون سازی کرے۔ وفاقی اُمور کی فہرست (Federal Legislative List) وہ فہرست ہے جس میں دیئے گئے موضوعات پر قومی اسمبلی وسینٹ قانون بنا سکتی ہے۔ آئین کے مطابق اگر کسی ناخوشگوار صورت حال کی وجہ سے صدر مملکت کسی صوبے میں ہنگامی حالت (Emergency) کا نفاذ کرے تو صوبائی اسمبلی کی قانون سازی کا اختیار معطل ہو جاتا ہے اور اُس صوبے کیلئے قومی اسمبلی وسینٹ قانون سازی کرتی ہے۔ مرکزی اسمبلی کی غیر موجودگی میں صدر پاکستان کو حکم نامہ یا عارضی قانون (Ordinance) جاری کرنے کا اختیار ہے لیکن اگر قومی اسمبلی وسینٹ کا اجلاس شروع ہو جائے تو صدر کے حکم ناموں کو یا تو باقاعدہ قانونی شکل دی جاتی ہے یا اسے ختم کر دیئے جاتے ہیں۔ شمالی علاقوں اور وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کیلئے قانون سازی کا حق قومی اسمبلی وسینٹ کو حاصل ہے۔ مقننہ سادہ اکثریت سے عام قانون کو ختم یا تبدیل کر سکتی ہے۔

۲۔ اِنتظامی فرائض (Executive Functions):

آئین کے مطابق وزیر اعظم پاکستان ملک کا اِنتظامی سربراہ ہوتا ہے اور اُسکا اِنتخاب قومی اسمبلی کے تمام ارکان کی اکثریت کرتی ہے۔ صوبائی اسمبلیوں سے ملکر پارلیمنٹ (سینٹ + قومی اسمبلی) صدر پاکستان کا انتخاب کرتے ہیں۔ مرکزی وزراء (کابینہ) پارلیمنٹ سے لئے جاتے ہیں (قومی اسمبلی سے 75 فیصد اور سینٹ سے 25 فیصد)۔ وزیر اعظم اور وزراء اُس وقت تک اپنے عہدوں پر قائم رہتے ہیں جب تک اُن کو قومی اسمبلی کی کل ارکان کی اکثریت کا اِعتماد حاصل ہو۔ وزیر اعظم اور وزراء پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔ قومی اسمبلی اِنتظامیہ پر کڑی نظر رکھتی ہے۔ قومی اسمبلی اور سینٹ کئی طریقوں سے وزیر اعظم اور وزراء پر کنٹرول قائم کرتی ہے۔ (پارلیمنٹ (قومی اسمبلی اور سینٹ) کے ارکان وزراء پر سوالات کرتے ہیں اور وزراء جواب دینے کے پابند ہیں)۔ پارلیمنٹ میں ارکان اسمبلی پر مشتمل یقین دہانی کی مجالس سوالات اور جوابات کا جائزہ لیتی ہیں۔ اس طریقے سے ارکان اسمبلی کی شکایات کا ازالہ اور حکومت کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے۔ ارکانِ پارلیمنٹ حکومت کی پالیسیوں اور سرگرمیوں پر اجلاس کے دوران اور میڈیا کے ذریعہ تنقید کرتے ہیں اور حکومت کو اپنے اختیارات سے تجاوز نہیں کرنے دیتے۔ مقننہ کے ارکان قانون سازی کے عمل کو روک کر کسی فوری قومی مسئلے پر بحث کے لئے تحریک التواء (Adjournment Motion) پیش کر سکتے ہیں اور اس طرح اس مسئلے پر بحث کی جا سکتی ہے۔ مقننہ اتفاق رائے (Consensus) یا اکثریت سے قرارداد پیش کر سکتی ہے۔ اگرچہ حکومت قرارداد پر عمل کرنے کے حوالے سے قانونی طور پر پابند نہیں لیکن اخلاقی بنیاد پر اسے نظر انداز بھی نہیں کر سکتی۔ یہ دراصل حکومت کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی سفارش ہوتی ہے۔ ارکان اسمبلی کو کئی ایک مراعات اور حقوق حاصل ہوتے ہیں اگر ان مراعات اور حقوق کو کوئی مسئلہ درپیش ہو تو یہ حکومت کی کمزوری ہوتی ہے۔ ارکان اسمبلی ان کمزوریوں کی نشاندہی اور اپنے قانونی حقوق و مراعات کے حصول کیلئے اسمبلی میں جو تحریک پیش کرتے ہیں اُس کو تحریک اِستحقاق (Privilege Motion) کہتے ہیں۔ ارکانِ اِسمبلی نقطہ اعتراض (Point of Order)، واک آوٹ اور توجہ دلاؤ نوٹس (Call Attention Notice) وغیرہ کے ذریعے حکومت کی توجہ اسکی کمزوریوں اور قومی مسائل کی طرف مبذول کرواتے ہیں۔

۳۔ مالیاتی فرائض (Financial Functions):

قومی خزانہ مکمل طور پر قومی اسمبلی کے کنٹرول میں ہوتا ہے۔ قومی اسمبلی کی اِجازت کے بغیر قومی خزانہ

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

(Treasury) سے ایک پیسہ بھی نہیں نکالا جاسکتا۔ ہر مالی سال (Financial Year) (جو یکم جولائی سے شروع ہو کر تیس جون تک ہوتا ہے) کیلئے قومی میزانیہ (Budget) قومی اسمبلی میں مرکزی وزیر خزانہ کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ (میزانیہ یا بجٹ ایک سال کے لئے حکومت کی آمدنی اور خرچ کے حساب کتاب کو کہا جاتا ہے)۔ قومی اسمبلی کو اختیار حاصل ہے کہ بجٹ میں تبدیلی کرے، اس میں اضافہ یا کمی کرے اور نا منظور کرے یا اصلی حالت میں منظور کرے۔ عموماً قومی بجٹ کو معمولی رد و بدل کے ساتھ یا اصلی شکل میں منظور کیا جاتا ہے۔ قومی اسمبلی میں ایک پبلک اکاؤنٹ کمیٹی ہوتی ہے جو قومی اسمبلی کے ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کمیٹی کی ذمہ داری ہے کہ بجٹ میں دیئے گئے اخراجات کی پڑتال کرے اور اسمبلی کو رپورٹ پیش کرے۔ اسمبلی کی اجازت کے بغیر حکومت کو ٹیکس لگانے کا اختیار حاصل نہیں۔ ان لامحدود مالیاتی اختیارات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاتا ہے کہ قومی اسمبلی قومی خزانے کی محافظ ہے۔

۴۔ عدالتی فرائض (Judicial Functions):

دستور 1973ء کے تحت عدل کے بارے میں تمام اختیارات عدلیہ کو حاصل ہیں۔ آئین نے پارلیمنٹ کو یہ اختیار دیا ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان میں نامزد ججوں کی تقرری کی منظوری یا نا منظوری دے۔ سپریم کورٹ، ہائی کورٹس اور وفاقی شرعی عدالت میں عدالتی کمیشن کے نامزد کردہ ججوں کی منظوری پارلیمانی کمیشن دیتی ہے جو آٹھ ارکان پر مشتمل ہوتا ہے۔ مقننہ یعنی قومی اسمبلی سینٹ کے ساتھ مل کر صدرِ پاکستان کا مواخذہ کر سکتی ہے جو کہ ایک عدالتی سرگرمی ہے۔

۵۔ انتخابی فرائض (Electoral Functions):

قومی اسمبلی پاکستان کے وزیرِ اعظم کا انتخاب کرتی ہے یعنی اُسے اعتماد کا ووٹ دیتی ہے۔ اسے اپنے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کا حق حاصل ہے۔ یہ ادارہ اسلام آباد سے سینٹرز کا انتخاب اور اسکے قبائلی ارکان قبائلی علاقے کیلئے سینٹرز کا انتخاب کرتا ہے۔ قومی اسمبلی سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں سے مل کر صدرِ پاکستان کا انتخاب کرتی ہے۔ سینٹ اپنے چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین کا انتخاب کرتا ہے۔

۶۔ متفرق فرائض (Miscellaneous Functions):

دستور کے مطابق آئین میں تبدیلی یا ترمیم کا حق پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔ قومی اسمبلی کے کل ارکان کی دو تہائی اکثریت دستور میں ترمیم کر کے دوسرے ایوان میں بھیجتی ہے وہاں بھی کل ارکان کی دو تہائی اکثریت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

ترمیمی بل کسی بھی ایوان میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ مقننہ سے عوام کا ایک جذباتی تعلق اور اُمیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ حکومت کے اس شعبہ میں ارکان عوامی مسائل کا بھرپور ذکر کرتے ہیں اور ارکان اپنے اپنے علاقے کے مسائل حکومت کے نوٹس میں لاتے ہیں۔ یہ عوامی مسائل اور قومی معاملات پر بات کرنے کا موثر ترین فورم ہے کیونکہ اسمیں تمام وزراء اور وزیرِ اعظم موجود ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ اسے عوام اور حکومت کے درمیان رابطہ پُل کہنا بے جا نہ ہوگا کیونکہ اگر ایک طرف یہ عوامی مسائل حکومت کے گوش گزار کرتے ہیں تو دوسری جانب حکومتی سرگرمیاں لوگوں تک پہنچاتے ہیں، سو قومی اسمبلی کسی بھی وقت کابینہ اور وزیرِ اعظم پر عدم اعتماد کر کے یا حکومتی مسودہ رد کر کے اِن کو معزول کر سکتے ہیں۔ یہ اپنے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کو بھی کل ارکان کی سادہ اکثریت سے ہٹا سکتے ہیں۔ یہ اپنے کسی بھی رُکن کی نا اہلی کو سپیکر کے نوٹس میں لا سکتے ہیں۔

پاکستان میں عاملہ یا انتظامیہ کے افعال یا فرائض
(Functions of Executive in Pakistan)

پاکستان میں عاملہ بنیادی طور پر صدر، وزیر اعظم، کابینہ اور سرکاری ملازمین پر مشتمل ہوتا ہے۔ 1973ء کی دستور کے مطابق عاملہ کے کئی اختیارات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ انتظامی فرائض (Executive Functions)

مقننہ کے بنائے ہوئے قوانین کو نافذ کرنا عاملہ کی ذمہ داری ہے۔ وزیر اعظم پاکستان انتظامیہ کا سربراہ اور حقیقی حاکم ہوتا ہے۔ صدر وزیر اعظم کے مشورہ سے وزراء کا تقرر کرتا ہے اور وزیر اعظم کے مشورہ ہی سے وزراء یا وزیر کو برطرف کرتا ہے۔ وزراء کو محکمے (Portfolios) الاٹ کرنا وزیر اعظم کا اختیار ہے۔ وہ وزراء کے سرگرمیوں کی نگرانی کرتا ہے اور اُن کے درمیان رابطہ پیدا کرتا ہے۔ کابینہ کے ارکان کو ہدایات دینا اور وزراء کے درمیان اختلافات کا خاتمہ وزیر اعظم کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ ملک کی انتظامی پالیسی کی تشکیل عاملہ کی ذمہ داری ہے۔ قانون کا نفاذ اور اسکی نگرانی عاملہ کے ذمہ ہے۔ وزیر اعظم کابینہ کے اجلاسوں کی صدارت کرتا ہے اور اس میں وزیر اعظم کی آواز فیصلہ کن ہوتی ہے۔ ملک کے اہم عہدوں پر تقرریاں اگرچہ صدرِ پاکستان کرتا ہے لیکن اصل فیصلہ یا مشورہ وزیرِ اعظم ہی دیتا ہے۔ پبلک سروس کمیشن، اعلیٰ عدالتی کونسل،

قومی مالیاتی کمیشن، واپڈا، وفاقی محتسب، ایٹمی توانائی کمیشن، سفراء، اسلامی نظریاتی کونسل، آٹارنی جنرل آف پاکستان اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان وغیرہ جیسے اداروں کے ارکان کا تقرر صدرِ پاکستان وزیرِاعظم کے مشورہ پر کرتا ہے۔ آئین کے 13ویں ترمیم کے مطابق مسلح افواج اور صوبائی گورنروں کی تقرری اور برطرفی کا عملی اختیار بھی وزیرِاعظم کو حاصل ہے۔ اسلئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ وزیرِاعظم ہی یہ تقرریاں کرتا ہے۔

انتظامی طور پر ہر محکمے کا ایک سربراہ ایک وزیر ہوتا ہے جو اِس محکمہ کی نظم ونسق چلانے، محکمہ کیلئے قانون سازی کرنے اور محکمہ میں قانون نافذ کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ وزراء ایک ٹیم کی حیثیت سے کام کرتے ہیں اور اِن کو مشترکہ طور پر کابینہ کہا جاتا ہے۔ ہر وزیر اپنے محکمہ کے بارے میں پارلیمنٹ کو جواب دہ ہوتا ہے۔ ہر محکمہ میں سرکاری ملازمین ہوتے ہیں جو قانون کے نفاذ اور نظم ونسق چلانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ صدرِ پاکستان وزیرِاعظم پاکستان کے مشورے پر کسی قانونی مسئلے کو عوام کے سامنے اِستصوابِ رائے کیلئے پیش کرتا ہے اور عوام کا ردِعمل ہاں اور نہیں میں معلوم کیا جاتا ہے۔

۲۔ قانون سازی کے فرائض (Legislative Functions):

اگر چہ آئین کی رو سے قانون سازی کا اختیار پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کو حاصل ہے لیکن صدر عاملہ کا حصہ ہوتے ہوئے بلواسطہ طریقوں سے قانون سازی کے عمل پر اثر انداز ہوسکتا ہے۔ عام حالات میں صدر کی تجاویز کی قدر کی جاتی ہے۔ صدر پارلیمنٹ کا اجلاس طلب اور ملتوی کرسکتا ہے۔ وزیرِاعظم کے مشورہ سے قومی اسمبلی توڑ سکتا ہے لیکن سینٹ کو توڑا نہیں جاسکتا۔ صدر کسی مجوزہ قانون سازی کے بارے میں اپنی تجاویز اور پیغامات کسی بھی ایوان میں بھیج سکتا ہے۔ پارلیمنٹ صدر کے پیغامات اور تجاویز پر غور کرنے کی پابند ہے۔ صدر پاکستان ہر سال پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتا ہے۔ اِس تقریر میں صدر گزشتہ سال اور آئندہ سال کیلئے حکومت کی ترجیحات اور پروگراموں کا تفصیلی تذکرہ کرتا ہے۔ مقننہ کی غیر موجودگی میں صدر حکم نامہ (Ordinance) جاری کرسکتا ہے جو چار مہینے تک قانون کا درجہ رکھتا ہے۔ پارلیمنٹ اگر چاہے تو صدر کے حکم ناموں کو یا تو منسوخ قرار دے یا اِسے قانونی درجہ دے۔ صدر خود بھی مقررہ وقت سے پہلے جاری کردہ کوئی حکم نامہ واپس لے سکتا ہے۔ جب پارلیمنٹ کے دونوں ایوان کسی قانون کو منظور کریں تو اسے صدر کی منظوری کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ وزیرِاعظم قومی اسمبلی میں اکثریتی گروپ کے قائد ہوتے ہیں اِسلئے اُسے قائد ایوان کا درجہ حاصل ہے۔ وزیرِاعظم صدر کو کسی بھی ایوان کا اِجلاس بلانے کا مشورہ دے سکتا ہے۔ وہ قانون سازی کے عمل میں حصہ لیتا ہے اور کسی بھی ایوان میں خطاب کر سکتا ہے۔ وزیرِاعظم آئین کے دفعہ 58 کے مطابق صدر کو قومی اسمبلی توڑنے کا مشورہ دے سکتا ہے اور صدر اس مشورے کا

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

پابند ہے۔ وزیرِاعظم سرکاری ارکان (Treasury Benches) کے درمیان اتحاد اور تعاون کی فضاء پیدا کرتا ہے۔ وہ قائد حزبِ اِختلاف (Opposition Leader) کے ساتھ رابطہ قائم رکھتا ہے۔ وزراء اپنے محکموں کے بارے میں مسودے تیار کر کے پارلیمنٹ میں قانون سازی کیلئے پیش کرتے ہیں۔ مسودات کی تیاری میں محکمہ کے اعلیٰ افسران مدد دیتے ہیں۔ پاکستان میں پارلیمانی نظام کی وجہ سے قانون سازی کی تقریباً تمام تجاویز (مسودات) کابینہ کے ارکان پیش کرتے ہیں اور مقننہ اکثر ٹھوس ترامیم کے بغیر اِن تجاویز کو قانونی شکل دیتی ہے۔ لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ قانون سازی کا عملی اختیار کابینہ کے ہاتھ میں ہے۔

۳۔ عدالتی فرائض (Judicial Functions):

عدالتی اختیارات ملک کی عدلیہ کو حاصل ہیں لیکن دستور کی رو سے صدر پاکستان کو کئی ایک عدالتی اختیارات حاصل ہیں۔ صدر آئینی لوازمات پورے ہونے کے بعد اعلیٰ عدلیہ کے جج صاحبان کا تقرر کرتا ہے۔ صدر اعلیٰ عدالتی کونسل کی رپورٹ پر کسی جج کو اپنے عہدے سے برطرف کرسکتے ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت کے جج صاحبان کا تقرر بھی صدر کرتا ہے۔ صدر کسی اعلیٰ عدالت کی طرف سے دی گئی سزا کو معاف، کم یا اِس پر عمل درآمد کو معطل کرسکتے ہیں۔ صدر سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرنے کا اِختیار رکھتے ہیں۔ عدلیہ کے احکامات کو نافذ کرنا بھی عاملہ کی ذمہ داری ہے۔

۴۔ فوجی اور سفارتی فرائض (Military and Diplomatic Functions):

عاملہ کا حصہ ہوتے ہوئے صدرِ پاکستان مسلح افواج کا سربراہ ہوتا ہے۔ وہ افواج پاکستان میں وزیرِاعظم کی مشاورت سے اعلیٰ فوجی حکام کی تقرری کرتا ہے اور وہ فوجی معاہدے کرسکتا ہے۔ صدرِ پاکستان دوسرے ممالک میں پاکستان کے سفراء مقرر کرتا ہے اور دوسرے ممالک کے سفیروں کے کاغذات تقرر وصول کرتا ہے۔ لیکن اِن تقرریوں میں وزیرِاعظم کے مشوروں کا پابند ہوتا ہے۔ فوج اِنتظامی طور پر وزیرِ دفاع کی نگرانی میں کام کرتی ہے۔

۵۔ مالیاتی فرائض (Financial Functions):

ملک کے تمام مالیاتی اختیارات مقننہ کو حاصل ہیں لیکن آئین کی رو سے صدر قومی اسمبلی کے مالیاتی مسودوں پر دستخط کرتے ہیں۔ بجٹ کی منظوری کے بعد اسے صدر کے دستخط کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ عاملہ کی طرف سے مالیات کی پڑتال کیلئے آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی تقرری اور قومی اقتصادی کونسل و قومی مالیاتی کونسل کے ارکان کا تقرر کیا جاتا ہے۔ اگرچہ قومی خزانے پر مقننہ کو مکمل کنٹرول حاصل ہے لیکن دیگر مسودات کی طرح مالیاتی مسودات بھی وزیر خزانہ ہی قومی اسمبلی میں پیش کرتے ہیں۔ ملک کی سالانہ بجٹ وزیر اعظم کی ہدایات کے مطابق تیار اور پیش کیا جاتا ہے۔ مقننہ حکومت کی دیگر قانونی تجاویز کی طرح مالیاتی مسودات کی منظوری دیتی ہے۔ لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ وزیر اعظم ہی عملی طور پر قومی خزانے کو کنٹرول کرتا ہے۔ قومی خزانے کے بارے میں قومی اسمبلی کے بعد وزیر اعظم ہی بااختیار ہے بلکہ اصل اختیارات وزیر اعظم کو حاصل ہیں کیونکہ وزیر اعظم کے پارٹی کو قومی اسمبلی میں اکثریت حاصل ہوتی ہے اور حکومت کی طرف سے پیش کردہ کوئی بھی مسودہ بشمول قومی بجٹ اکثریت کے ساتھ منظور کیا جاتا ہے۔

۶۔ ترقیاتی سرگرمیاں (Developmental Activities):

وزیر اعظم ملک کے بااختیار قائد ہوتے ہیں۔ آئین کے مطابق وہ اپنے صوابدیدی فنڈ سے مختلف ترقیاتی منصوبوں کا اعلان کرتے ہیں۔ ملک کی زرعی، اقتصادی، صنعتی، تعلیمی اور دیگر پالیسیاں وزیر اعظم کی نگرانی میں تیار کی جاتی ہیں۔ وزیر اعظم ملک کی ترقی کیلئے دیگر ممالک سے گفت وشنید کر کے معاہدات پر دستخط کرتے ہیں۔ وزیر اعظم اپنی کابینہ کے ارکان سے مل کر ملکی ترقی کیلئے سوچتے ہیں اور ضروری کاروائی کرتے ہیں۔ صدر پاکستان اور وزراء بھی ترقیاتی منصوبوں کا اعلان کرتے ہیں۔

۷۔ بین الاقوامی تعلقات اور پالیسی (International Relations):

پاکستان کی خارجہ پالیسی بنانے اور عالمی تعلقات کا قیام عاملہ کی ذمہ داری ہے۔ وزیر اعظم دیگر ممالک کے وزرائے اعظم کا اِستقبال کرتے ہیں؛ اُن سے باہمی قومی دلچسپی کے اُمور پر بات چیت کرتے ہیں اور معاہدات پر دستخط کرتے ہیں۔ سفراء اور دیگر سفارتی عملہ کی تقرری اور واپسی میں اُسکی رائے کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے ممالک میں سفارت خانے کھولنے اور بند کرنے کے حوالے سے وزیر اعظم کا کردار فیصلہ کُن ہوتا ہے۔ ملک کی خارجہ پالیسی وزیر اعظم کی نگرانی میں

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

تیار کی جاتی ہے۔ وزیر اعظم عالمی تعلقات میں حکومت کی نمائندگی کرتا ہے۔ وزیرِ خارجہ اور وزارتِ خارجہ کے افسران عالمی تعلقات میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔

۸۔ متفرق فرائض (Miscellaneous Functions):

تمام قومی ایوارڈز کی پیشکش اور اس کیلئے فہرست کی تیاری عاملہ کے ذمہ ہے۔ وزیر اعظم چند اہم آئینی اداروں کے سربراہ ہوتے ہیں مثلاً مشترکہ مفادات کونسل اور قومی اقتصادی کونسل وغیرہ۔ ہنگامی حالات کے اعلان میں وزیر اعظم کا کردار فیصلہ کُن ہوتا ہے۔ وزیر اعظم اور وزراء ملکی اور عالمی سطح پر پاکستان کی نمائندگی کرتے ہیں۔ بین الاقوامی معاہدات پر دستخط کرتے ہیں اور ملکی نظام میں عاملہ کی آواز فیصلہ کُن ہوتی ہے۔

پاکستان میں سپریم کورٹ کے افعال یا فرائض
(Functions of Supreme court in Pakistan)

پاکستان کے 1973ء کے آئین کے مطابق سپریم کورٹ کو متعدد اختیارات حاصل ہیں:

۱۔ اصلی دائرہ سماعت (Original Jurisdiction):

اس سے مراد سپریم کورٹ کا وہ اختیار ہے جس کے مطابق سپریم کورٹ براہِ راست کسی درخواست پر کاروائی کرے۔ سپریم کورٹ اپنے اس اختیار کو اِن معاملات میں بروئے کار لاتی ہے جب کسی مقدمے میں آئین کی تشریح کی ضرورت ہو یا اختیارات کی تقسیم کا معاملہ درپیش ہو۔ بنیادی حقوق کے حوالے سے بھی سپریم کورٹ براہ راست سماعت کی مجاز ہے۔ اسکے علاوہ مرکز اور صوبوں کے درمیان تنازعات، صوبوں کے مابین تنازعات وغیرہ میں سُپریم کورٹ کو براہِ راست سماعت کا اختیار ہوتا ہے۔ سُپریم کورٹ شہریوں یا کسی بھی اِدارے کی طرف سے آئینی اُمور پر دی گئی درخواست کی سماعت کی مجاز ہے۔

۲۔ اپیلی سماعت (Appellate Jurisdiction):

آئین کے مطابق سپریم کورٹ آف پاکستان ہائی کورٹ کے بعض فیصلوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کرتی ہے۔ عمومی طور پر سپریم کورٹ ہائی کورٹ کے دیوانی اور فوجداری مقدمات کی اپیلیں سنتی ہے جو درج ذیل شرائط پر پورا اُتریں:

۱۔ جب ہائی کورٹ اپیل کے دوران سزا میں اضافہ کرے۔

۲۔ وہ مقدمات جو ہائی کورٹ ماتحت عدالتوں سے طلب کریں اور سزا میں اضافہ کریں۔

۳۔ جب ہائی کورٹ توہین عدالت کے مقدمے میں سزا دیں۔

۴۔ ایسا مقدمہ جس میں آئین کی وضاحت کی ضرورت ہو۔

۵۔ ایسے مقدمات جس کی قیمت پچاس ہزار روپے سے زیادہ ہو۔

۶۔ ہر وہ مقدمہ جو سپریم کورٹ اپیل کیلئے منظور کرے۔

اسکے علاوہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کیلئے ایک اپیلیٹ بنچ قائم کیا گیا ہے جو آئین اور قانون کے تحت اپیلوں کی سماعت کا مجاز ہے۔

۳۔ مشاورتی دائرہ اختیار (Advisory Jurisdiction):

آئین کی دفعہ 186 کے مطابق صدر پاکستان کسی قانونی مسئلے پر سپریم کورٹ سے قانونی مشورہ طلب کر سکتے ہیں ۔سپریم کورٹ پابند ہے کہ وہ صدر کو مشورہ دے لیکن صدر پاکستان کا صوابدیدی اختیار ہے کہ اس مشورے پر عمل کرے یا نہ کرے۔صدر پاکستان سپریم کورٹ سے کسی قانونی ضابطے کی تشریح کیلئے کہہ سکتا ہے۔

۴۔ آئین کا محافظ (Guardian of the Constitution):

آئین میں سپریم کورٹ کو یہ اِختیار دیا گیا ہے کہ وہ آئین کے کسی غیر واضح حصے یا دفعہ کی وضاحت کرے اور وہ وضاحت آئین کا حصہ بن جاتا ہے۔مثلاً آئین میں کہا گیا تھا کہ قومی اسمبلی کیلئے اِنتخابات پانچ سال بعد کروائے جائیں گے۔اِس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے جنرل ضیاء نے غیر جماعتی اِنتخابات کروائے۔آئین کی اس دفعہ کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا تا کہ اسکی تشریح کی جائے۔سُپریم کورٹ نے فیصلہ کیا کہ اِنتخابات جماعتی بنیادوں پر کروائے جائیں۔یاد رہے کہ سُپریم کورٹ کے آئینی تشریحات کے فیصلے آئین کا حصہ بن جاتے ہیں۔اِختیارات کی تقسیم کا محافظ بھی سپریم کورٹ ہے۔اگر صوبوں کے درمیان یا مرکز اور صوبے کے درمیان اِختیارات کی تقسیم پر کوئی تنازعہ ہو تو سپریم کورٹ کو آخری فیصلہ کرنے کا اِختیار حاصل ہے۔عدالت کا یہ اِختیار غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اِن فیصلوں سے آئین کو ترقی حاصل ہوتی ہے۔ سُپریم کورٹ آف پاکستان نے نظریہ ضرورت کے تحت کئی آئینی درخواستوں پر منفرد فیصلے سُنائے۔پارلیمانی قوانین اور عدالتی قوانین کو مدنظر رکھتے ہوئے سپریم کورٹ کسی فیصلے کی نظر ثانی کا اِختیار رکھتا ہے۔اگر کسی فیصلے کے بعد عدالت کے نوٹس میں کوئی نئی بات یا نئے حقائق لائے جائیں تو اِن حقائق کی روشنی میں عدالتِ عالیہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کا حق رکھتی ہے ۔سپریم کورٹ کو مختلف حالتوں میں ہدایات جاری کرنے کا اِختیار حاصل ہے۔پاکستان کی کسی بھی عدالت میں زیرِ سماعت

NOT FOR SALE

مقدمہ کے حوالے سے سپریم کورٹ کو حق حاصل ہے کہ وہ مختلف ہدایات جاری کرے۔عدالت احکامات جاری کر سکتی ہے کہ کسی شخص، اِدارے یا دستاویز کو عدالت کے سامنے پیش کیا جائے اِس قسم کے ہدایات سارے ملک میں مؤثر ہوتی ہے۔اپنے فیصلوں کو نافذ کرنے کیلئے کسی ہائی کورٹ کو ہدایات دے سکتی ہے۔پاکستان کے دستور میں پاکستانی شہریوں کو کئی بنیادی حقوق دیئے گئے ہیں۔کسی کو اِن حقوق کی خلاف ورزی کا حق نہیں۔کسی شہری کی درخواست پر عدالت عالیہ پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی کا بنا ہوا ہر وہ قانون یا عاملہ کا جاری کردہ کوئی بھی حکم جو آئین میں دیئے گئے کسی بھی بنیادی حق سے متصادم ہو اُسے غیر قانونی قرار دے سکتی ہے۔مختصر الفاظ میں یہ کہنا بجا ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان آئین کے مطابق شہریوں کے بنیادی حقوق کا محافظ ہے۔اسی حوالے سے سپریم کورٹ کے تمام فیصلے حتمی تصور ہونگے۔

۵۔ متفرق اختیارات (Miscellaneous Powers):

اِنصاف کے تقاضوں کے پیش نظر سپریم کورٹ کسی بھی ہائی کورٹ میں زیرِ سماعت مقدمے کو کسی اور ہائی کورٹ میں منتقل کرنے کا حق رکھتی ہے۔عدالتی کاروائی کیلئے صدرِ مملکت کی منظوری سے قواعد وضوابط تیار کر سکتی ہے اور صدر ہی کی منظوری سے اپنے ملازمین کیلئے قواعد بنا سکتی ہے۔سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو بعض معاملات میں خود بھی کاروائی کیلئے مداخلت کرنی پڑتی ہے جسے Suo Moto کہا جاتا ہے۔

مقننہ، عاملہ اور عدلیہ کا جمہوریت اور آمریت کے ادوار میں موازنہ
(Comparison of Legislature, Executive and Judiciary During Democracy and Dictatorship)

پاکستان میں جمہوری اور آمرانہ دور یکے بعد دیگرے گزرتے رہے ہیں اور دونوں میں طرزِ حکمرانی میں نمایاں فرق دیکھا گیا۔ جمہوری ادوار میں سیاسی عاملہ ملک کی اہم سیاسی جماعتوں کی نمائندہ رہی۔عاملہ پارلیمنٹ اور عوام کو جواب دہ رہی۔اِس میں اِجتماعی ذمہ داری کا اُصول کارفرما رہا۔جمہوری ادوار میں ملک کا منتخب وزیرِ اعظم ملک کا اِنتظامی سربراہ رہا اور مملکت کے اعلیٰ ترین اِختیارات وزیرِ اعظم کے ہاتھ میں رہے۔جمہوری ادوار میں عموماً کابینہ مختلف سیاسی جماعتوں کی مرکب رہی اور حکومت اِتحادی شکل میں کام کرتی رہی۔اِسی وجہ سے بڑی جماعت کو ایجنڈا، منشور اور اِنتخابی وعدوں کو آزادی کے ساتھ نافذ کرنا مشکل رہا۔ایسی منتخب حکومتوں کو عوام کا اِعتماد بھی حاصل رہا۔جمہوری ادوار میں عاملہ عوامی خواہشات اور رُجحانات کے مطابق چلتی رہی۔اِتحادی نظام کی وجہ سے اکثر جمہوری اِنتظامیہ غیر مستحکم بھی رہی ہے۔جمہوری حکومتیں عوامی

NOT FOR SALE

شرکت، کے ساتھ چلتی رہیں۔ آمرانہ دور میں عاملہ اکثر غیر سیاسی رہی۔ اِختیارات مارشل لاء منتظمین یا برسرِ اقتدار فوجی جرنیلوں کے ہاتھ میں رہے۔ اس نظام میں عاملہ کے ارکان بے اِختیار رہے کیونکہ اِن نظاموں میں اِختیارات کی شدید مرکزیت پائی گئی۔ عاملہ عموماً کنگز پارٹی (حاکم کی پارٹی) کے ارکان رہے یا پھر افسر شاہی، بڑے تاجر، جاگیردار اور صنعت کار وغیرہ۔ اِس نظام میں عاملہ کا رویہ ہمیشہ آمرانہ رہا۔ آمرانہ اِنتظامیہ فردِ واحد کے سامنے جواب دہ رہی اور وہ حاکم کے ذاتی ملازم کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ اِس قسم کی عاملہ میں کوئی اِجتماعی یا عوامی جواب دہی نہیں تھی۔ بعض آمرانہ ادوار میں حاکم کے حمایتی سیاست دانوں کو ملا کر سیاسی جماعت بنائی گئی اور سول و فوجی حکمرانی کا رواج ڈالا گیا۔

جمہوری ادوار میں منتخب مقننہ ملک کیلئے قانون سازی کرتی ہے۔ پہلے جمہوری دور (1958-1947) میں آزادی سے پہلے کیے گئے اِنتخابات کے نتیجہ میں منتخب ہندوستانی پارلیمنٹ کے وہ ارکان پاکستان کی دستور ساز اِسمبلی کے ارکان رہے جو پاکستانی علاقوں کے نمائندے تھے۔ بعد میں صوبائی اِسمبلیوں کے ذریعے ایک مرکزی مقننہ منتخب کی گئی۔ جمہوری دور کے نمائندے عوام کے حقیقی منتخب نمائندے تھے۔ مقننہ نے آئین سازی اور جمہوری قانون سازی کیلئے کام کیا۔ بہت ساری کمزوریوں کے باوجود اُس دور کی مقننہ جمہوری انداز میں کام کرتی رہی اور انہیں عوامی اِعتماد اور حمایت حاصل رہی۔ جمہوری دور (1977-1971) میں پاکستان کے پہلے عام اِنتخابات کے نتیجے میں منتخب مقننہ وجود پذیر ہوئی جنہوں نے عوامی خواہشات اور سیاسی جماعتوں کے اِتفاقِ رائے سے دستور 1973ء کی منظوری دی۔ تیسرے دور (1999-1988) میں منتخب سیاسی جمہوری مقننہ کام کرتی رہی۔ عوامی رائے کا اِحترام کیا جاتا تھا اور بعض خرابیوں کے باوجود مقننہ نے جمہوری انداز اپنایا۔ مقننہ نے آمرانہ دور کی تمام غیر جمہوری ترامیم کو ختم کر کے آئین کو اصلی شکل میں بحال کیا۔

آمرانہ ادوار میں مقننہ کٹھ پتلی رہی۔ ایوب خان کی مقننہ بنیادی جمہورتیوں کے ذریعے منتخب کی گئی جہاں ایوب خان کی حمایتی پارٹی کنونشن مسلم لیگ کی اکثریت تھی۔ اُس کے ارکان آمر کی ہاں میں ہاں ملانے کے علاوہ کوئی اِختیار نہیں رکھتے تھے۔ دیگر جماعتوں کی نمائندگی نہ ہونے کی برابر تھی۔ اِس طرح ایک تو یہ غیر جمہوری تھی اور دوسری بات یہ کہ ایوب خان کی مقننہ اُس کی آمرانہ خواہشات اور اِقدامات کو قانونی اور آئینی شکل دینے کی ایک مشین کے علاوہ کچھ نہیں تھی۔ جنرل ضیاء الحق کے پہلے اور دوسرے دور میں ایک نامزد قسم کی مجلسِ شوریٰ بنائی گئی غیر جماعتی بنیاد پر اِنتخابات منعقد کیے گئے اور محمد خان جونیجو کو وزیرِاعظم مقرر کیا گیا۔ یہ مقننہ ایک ربڑ مہر کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھی جس کے ذریعے جنرل ضیاء نے اپنے غیر قانونی اور غیر آئینی اِقدامات کو قانونی تحفظ فراہم کیا۔ یہ ایک غیر سیاسی، غیر جماعتی اور ضیاء حمایتی لوگوں پر مشتمل تھی۔ اِسے عوام کی حمایت حاصل نہیں تھی اور اِس مقننہ نے آئین میں آٹھویں ترمیم کر کے آئین کا حلیہ بگاڑ دیا جس کے ذریعے صدر کو بہت اہم

NOT FOR SALE

اِختیارات حاصل ہوئے۔ جنرل پرویز مشرف نے 2002ء میں عام اِنتخابات کروائے جس میں مشرف کی حمایت یافتہ مسلم لیگ (قائداعظم) نے حکومت بنائی۔ اِس مقننہ نے بھی ایک آمر کے ظالمانہ اور جابرانہ اِقدامات کو قانونی تحفظ فراہم کیا۔ یہ بھی ربڑ کی مہر سے زیادہ نہ تھی۔

دستور 1973ء کے تحت صدر اور وزیرِاعظم کے اِختیارات کا موازنہ

آئین 1973ء میں اٹھارویں آئینی ترمیم کے بعد صدر اور وزیرِاعظم کے اِختیارات میں توازن پیدا کیا گیا ہے۔ دستور کے مطابق صدر ملک کا علامتی اور آئینی سربراہ ہے۔ جبکہ وزیرِاعظم سربراہِ حکومت اور ملک کا اِنتظامی سربراہ ہے۔ تمام اِنتظامی اُمور کی ذمہ داری وزیرِاعظم اور اُس کی کابینہ پر ہے۔ وزراء کی تقرری اور اُن کو محکمے دینے کا رسمی اِختیار صدر کو حاصل ہے لیکن وزراء کے نام اور محکمے دراصل وزیرِاعظم ہی صدر کو پیش کرتا ہے اور صدر اُسے ماننے کا پابند ہے۔ وزیرِاعظم کسی بھی وزیر کو برطرف کرنے کا مشورہ دے سکتا ہے اور کابینہ کے اِجلاسوں کی صدارت کرتا ہے۔ وزیرِاعظم صدر کو حکومتی سرگرمیوں سے باخبر رکھنے کا پابند ہے۔ اِس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ ملک کے حقیقی اِنتظامی اِختیارات وزیرِاعظم کو حاصل ہیں۔

وزیرِاعظم مقننہ کا رکن ہونے کے علاوہ قائدِ ایوان بھی ہوتا ہے۔ وہ قومی اسمبلی میں اکثریتی جماعت کا قائد بھی ہوتا ہے۔ وہ مقننہ کے اِجلاسوں میں شرکت کرتا ہے۔ تمام قانونی تجاویز (بل یا مسودے) وزراء وزیرِاعظم کی مشاورت سے تیار کرتے ہیں اور اِس سلسلے میں وزیرِاعظم کی ہدایات کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ صدر کسی بھی ایوان کا اِجلاس طلب کرتا ہے، ہر پارلیمانی سال کے آغاز پر صدر مشترکہ اِجلاس سے خطاب کرتا ہے اور مقننہ کے منظور کردہ قانون پر دستخط کرتا ہے۔ اِختلاف کی صورت میں مقننہ اُس قانون کو دوبارہ بھی منظور کر سکتی ہے۔ مقننہ کے حوالے سے وزیرِاعظم کا سب سے اہم اِختیار یہ ہے کہ وہ قومی اسمبلی کو توڑ سکتا ہے۔ آئین کی رو سے صدر قومی اسمبلی کے مالیاتی قوانین پر دستخط کرتا ہے۔ بجٹ کی منظوری کے بعد اسے صدر کے دستخط کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ صدرِ پاکستان ملک میں مالیات کی پڑتال کیلئے آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی تقرری اور قومی اِقتصادی کونسل و قومی مالیاتی کونسل کے ارکان کا تقرر کرتا ہے۔ مالیاتی مسودات وزیرِ خزانہ ہی قومی اسمبلی میں پیش کرتا ہے۔ ملک کا سالانہ بجٹ وزیرِاعظم کی ہدایات کے مطابق تیار اور پیش کیا جاتا ہے۔ وزیرِاعظم عملی طور پر قومی خزانے کو کنٹرول کرتا ہے۔ قومی خزانے کے بارے میں قومی اسمبلی کے بعد وزیرِاعظم ہی بااِختیار ہے بلکہ اصل اِختیارات وزیرِاعظم کو حاصل ہیں۔ کیونکہ وزیرِاعظم کی پارٹی کی قومی اسمبلی میں اکثریت ہوتی ہے اور حکومت کی طرف سے پیش کردہ بجٹ کو منظور کیا جاتا ہے۔ لہٰذا وزیرِاعظم کو مالیاتی اُمور میں بھی فوقیت حاصل ہے۔

اگرچہ ملک میں اہم عہدوں پر تقرریاں صدرِ مملکت کے دستخطوں سے ہوتی ہیں لیکن اِن عہدوں کیلئے افراد کا

NOT FOR SALE

اِنتخاب وزیرِاعظم ہی کرتا ہے۔اِن عہدوں میں سفراء، فوجی جرنیل، پبلک سروس کمیشن کے ارکان، مختلف خودمختار اِداروں کے چیئرمین اور صوبائی گورنرز وغیرہ شامل ہیں۔اب وزیرِاعظم اور قائدِحزب اِختلاف چیف الیکشن کمشنر کا نام پارلیمانی کمیٹی کو بھیجتا ہے۔اِس طرح حکومت کے خاتمہ کے بعد نگران حکومت کی نامزدگی کا اِختیار بھی وزیرِاعظم اور قائدِحزبِ اختلاف کو حاصل ہے۔وزیرِاعظم عوام کا براہِ راست قائد ہوتا ہے۔اُس کا تعلق ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت سے ہوتا ہے اور اُسکی جڑیں عوام میں ہوتی ہیں۔صدر عموماً سیاست سے بالاتر ایک معتدل شخصیت ہوتا ہے جو ملکی مفاد پر نظر رکھے ہوئے ہوتا ہے اور براہِ راست سیاسی معاملات میں شرکت نہیں کرتا۔

نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ملک کا صحیح متحرک قائد وزیرِاعظم ہی ہوتا ہے جو عوام کا حقیقی نمائندہ ہوتا ہے۔صدر ایک رسمی سربراہِ مملکت ہوتا ہے۔اِس طرح آئینی نکتہ نظر سے ملک کی سیاست میں وزیرِاعظم کو برتری حاصل ہے۔

پولیس کی ذمہ داریاں
(Responsibilities of Police)

پولیس حکومت کا ایک اہم شعبہ ہے اور اِسے جغرافیائی سرحدات کے اندر امن وامان قائم کرنے کی بنیادی ذمہ داری دی گئی ہے۔پاکستان میں پولیس کو کئی اِختیارات وفرائض یا ذمہ داریاں حاصل ہیں۔بنیادی طور پر پولیس کا کام ملک کے اندر امن وامان کا قیام ہے البتہ جب حالات پولیس کے قابو سے باہر ہوں تو حکومت پولیس کی مدد کیلئے نیم فوجی دستے یا فوج طلب کرسکتی ہے۔بدامنی کا مقابلہ کرنے کیلئے پولیس کو تربیت دی جاتی ہے۔پولیس کی ذمہ داری ہے کہ دہشت گرد گروہوں اور بدامنی پھیلانے والی قوتوں کا سراغ لگائے اور انہیں کیفرِکردار تک پہنچائے۔عوام کی جان ومال کی حفاظت پولیس کی اہم ذمہ داری ہے۔پولیس جرائم پیشہ افراد کو حراست میں لیتی ہے اور انہیں سزا دینے کیلئے عدالت میں پیش کرتی ہے۔جواء، شراب نوشی وفروشی، چوری، منشیات فروشی، قتل وغارت، ڈاکہ زنی، اغواء، ذخیرہ اندوزی اور بلیک مارکیٹنگ وغیرہ وہ جرائم ہیں جن کو کنٹرول کرنے کے لئے پولیس ذمہ دار ہوتی ہے۔پولیس عموماً جرائم پیشہ افراد کا مکمل ریکارڈ رکھتی ہے۔اِن کے مراکز اور گروہ معلوم کرنا پولیس کی ذمہ داری ہے۔اِس طرح جرائم کی بیخ کنی اور امن وامان کا قیام پولیس کی اولین ذمہ داری ہے۔

ٹریفک کے کنٹرول کیلئے پولیس کا ایک شعبہ ٹریفک پولیس کے نام سے کام کرتا ہے۔ٹریفک پولیس گاڑیوں کو قانون کی خلاف ورزی پر چالان کرتی ہے اور انہیں عدالت میں پیش کرتی ہے۔یہ شعبہ میڈیا کے ذریعے عوام میں ٹریفک قوانین کا

NOT FOR SALE

شعور اُجاگر کرتا ہے۔ڈرائیونگ لائسنس کا اجراء، سڑکوں پر آمدورفت اور امن وامان قائم کرنا، حادثات کی روک تھام اور جائے حادثات تک پہنچنا، سڑکوں پر گشت کرنا اور چوکیوں میں ڈیوٹی دینا پولیس کی ذمہ داری ہے۔شہروں میں ٹریفک کے مسائل حل کرنے کیلئے منصوبہ بندی کرنا اور ٹریفک قوانین کا اِحترام کروانا پولیس کی ڈیوٹی ہے۔گاڑیوں کی قانونی حیثیت معلوم کرنے کیلئے اِس کے اپنے سائنسی تحقیقی مراکز ہیں۔ہر اہم سڑک اور چوک میں پولیس کے جوان عوامی خدمت کیلئے تیار کھڑے رہتے ہیں۔اگر پولیس یہ ذمہ داری انجام نہ دیتی تو نہ جانے روزانہ کتنے حادثات ہوتے رہتے اور کتنی غیر قانونی اور مجرمانہ آمدورفت ہوتی رہتی۔

صوبائی وزیرِ اعلیٰ

(صوبائی حکومت کا اِنتظامی سربراہ)

/.../

وزیرِ داخلہ — دیگر وزراء

/................/................/

/ — /

محکمہ پولیس — محکمہ اُمورِ داخلہ

ضلعی سطح پر پولیس کے دوشعبے ہوتے ہیں:

ا۔ تفتیشی شعبہ (Investigation Branch)

۲۔ عملیاتی شعبہ (Operational Branch)

ا۔ تفتیشی شعبہ:

پولیس کا یہ شعبہ مقدمات تیار کرتا ہے۔ہر ضلع میں اِس کا اپنا ایک سربراہ ہوتا ہے۔یہ شعبہ تھانوں میں درج مقدمات کو عدالت میں پیش کرنے کیلئے تیار کرتا ہے۔عدالت اور پولیس کے درمیان خط وکتابت اور مقدمات کا ریکارڈ رکھنا اِس برانچ کی ذمہ داری ہے۔یہ شعبہ مقدمات کی تیاری میں پولیس کے دوسرے شعبہ کے ساتھ رابطے میں ہوتا ہے۔اہم اور

NOT FOR SALE

پیچیدہ مقدمات میں حقائق معلوم کرنے کیلئے مختلف سائنسی اقدامات کرتے ہیں۔ انگلیوں کے نشان (Finger Prints) کے ذریعے حقائق تک رسائی ایک اہم سائنسی عمل ہے۔ اِس شعبہ میں سائنسی لیبارٹریاں ہوتی ہیں جو آتشیں آلات کی اِستعمال کے بعد اِن کے ٹکڑوں کا تجزیہ کرکے معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ سائنسی طریقوں سے مجرموں اور ذمہ دار افراد تک رسائی حاصل کی جاتی ہے۔ پولیس اپنے خفیہ اہلِ کاروں کے ذریعے کسی واقعہ سے پہلے حالات کا جائزہ لیتی ہے اور پولیس کو اِس قابل بناتی ہے کہ جرائم یا حادثات کو واقع ہونے سے پہلے ختم کردیا جائے۔ خفیہ پولیس حقائق تک پہنچنے کے لئے اہم ذریعہ ہے۔ پولیس کا یہ شعبہ حساس نوعیت کی معلومات بھی حاصل کرتا ہے اور اس طرح جرائم کے جال کا پتہ چلاتی ہے۔ اِس سلسلے میں رضاکار شہریوں کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

۲۔ عملیاتی شعبہ:

تفتیشی سرگرمیوں اور مقدمات کی تیاری کے علاوہ باقی تمام فرائض اِس شعبہ کے ذمہ ہیں۔ اِسے چھاپہ مار شعبہ بھی کہا جاتا ہے۔

بطورِ حکومتی اِدارہ فوج کا کردار

(Role of Army As a Government Institution)

ہمارے ملک میں افواجِ پاکستان ایک اہم ترین ریاستی اِدارہ ہے۔ قانونی طور پر ملک کی سرحدات کے تحفظ کی ذمہ داری اور بیرونی حملوں اور جارحیت سے حفاظت کا فرض فوج کو سونپا گیا ہے۔ فوج کی سب سے اہم ذمہ داری ملکی سرحدات کی حفاظت ہے۔ اِس سلسلے میں پاکستانی فوج کا جذبہ اور پیشہ ورانہ مہارت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہر ملک کی طرح پاکستانیوں میں ترقی کی خداداد صلاحیتیں موجود ہیں لیکن اِن کو اِجتماعی مفادات اور ترقی کیلئے کام میں لانے کیلئے امن اور بیرونی خطرات سے تحفظ لازمی چیزیں ہیں۔ فوج جب دیگر اُمور سے ہٹ کر اپنی اس ذمہ داری کی طرف توجہ دیتی ہے تو عوام میں اِحساسِ تحفظ پیدا ہوتا ہے اور وہ تخلیقی سرگرمیوں پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ فوج باہمت، بہادر، تربیت یافتہ، ماہر افرادی قوت پیدا کرتی ہے۔ فوج ماہرانہ قوت کے ذریعے سڑکیں، نہریں، پُل اور سرنگیں وغیرہ بناتی ہے۔ شاہراہِ قراقرم کی تعمیر میں فوج نے جانی

NOT FOR SALE

قربانیاں دیں۔ فوج کے اندر تعلیم و تربیت کا ایک باقاعدہ نظام موجود ہے اور ہر فرد کو اپنی تعلیمی قابلیت میں ترقی کے مواقع دیے جاتے ہیں۔

آئین کے مطابق جب ہنگامی صورتِ حال پیدا ہوجاتی ہے اور حالات سول اِنتظامیہ کے قابو میں نہیں رہتے تو حکومت فوج کو طلب کرسکتی ہے۔ پاکستان میں جب بھی قدرتی آفات، نسلی ولسانی تنازعات، امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورتِ حال اور دہشت گردی وغیرہ جیسے مسائل سامنے آئے ہیں تو فوج کو طلب کیا گیا ہے۔ سیلاب کی حالیہ تباہ کاریوں میں افواجِ پاکستان نے اہم کردار ادا کیا۔ لوگوں کو نکالا، اِن کو بسایا اور اُن کو اِمداد، خوراک اور ادویات پہنچائیں۔ مواصلات کو بحال کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

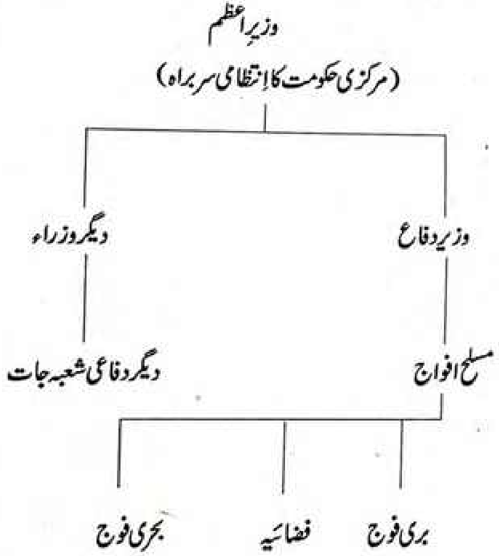

پاکستان میں فوج نے خاص تربیتی اِدارے قائم کئے اور جدید وسائنسی خطوط پر افرادی نظم ونسق کا اِہتمام کیا۔ افسروں کی ایک خاصی تعداد کو صنعتی مہارت فراہم کی گئی۔ آج کی صنعت میں فوج کے اہل کار نمایاں خدمات انجام دے رہے

NOT FOR SALE

ہیں۔فوج ملک کی اندرونی ترقی کیلئے اِستعمال کی جاتی ہے۔دراصل فوج مستقبل میں متوقع لڑائیوں اور جنگوں کیلئے قائم کی جاتی ہے لیکن آج کے دور میں اِن کا اِمکان بہت کم ہوتا ہے۔اِسلئے فوج کو فارغ اوقات میں اندرونی تحفظ اور ترقیاتی کاموں کیلئے اِستعمال کیا جاتا ہے۔پاکستان میں فوج ایک تربیتی اِدارہ بھی ہے۔لوگوں کو روایتی معاشرہ سے بھرتی کیا جاتا ہے اور انہیں ایک جدید نئی دُنیا میں ڈالا جاتا ہے۔اِس طرح یہ لوگ، فیصلہ سازی اور تغیرات کے بارے میں بیداری حاصل کرتے ہیں۔اُن کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ تعمیرِ وطن قربانیوں کا تقاضا کرتی ہے۔فوج میں تنظیم، پابندی، درجہ بہ درجہ ترقی، حکم اور اطاعت وغیرہ یہ سوچ پیدا کرتی ہے کہ چیزیں اہلیت اور میرٹ کی بنیاد پر ہوتی ہیں۔پاکستان میں فوج اِقتصادی ترقی میں نمایاں کردار ادا کر سکتی ہے۔

پاکستان کی فوج عالمی سطح پر قیامِ امن کیلئے خدمات پیش کرتی رہی ہے۔اقوامِ متحدہ کی امن فوج میں پاکستان کا کردار نمایاں رہا ہے۔بدقسمتی سے یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ فوج بعض اوقات ترقیاتی اور سیاسی اُمور میں اتنی ملوث ہو جاتی ہے کہ وہ اپنا اصلی فرض یعنی دفاع بھول جاتی ہے۔اِس طرح قومی دفاع اور سلامتی کی قیمت پر ترقیاتی منصوبے اور سیاسی مداخلت بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں۔بہتر یہ ہے کہ فوج اپنی پیشہ ورانہ سرگرمیوں تک محدود رہے اور جہاں ضرورت ہو تو حکومت آئینی طور پر فوج کو ملوث کرے۔

مشق

1- درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

ا- پاکستان ایک جمہوری اور وفاقی ۔۔۔۔۔۔۔ ملک ہے۔

۲- بلوچستان کو آزادی کے بعد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا درجہ دیا گیا۔

۳- 28 مئی 1998ء کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کر کے پاکستان کو دُنیا کا ساتواں ایٹمی ملک بنا دیا گیا۔

۴- عدلیہ کے احکامات کو ۔۔۔۔۔۔۔ کرنا بھی عاملہ کی ذمہ داری ہے۔

۵- خفیہ پولیس ۔۔۔۔۔۔۔ تک پہنچنے کیلئے اہم ذریعہ ہے۔

NOT FOR SALE

2- درج ذیل سوالات کیلئے موزوں جواب یعنی الف، ب، ج یا د منتخب کر کے ہر سوال کے سامنے دیئے گئے خالی خانے میں لکھیں:

ا- ایوب خان نے بھارت کے ساتھ تاشقند ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معاہدہ کیا۔ ☐

الف۔تجارتی ب۔ثقافتی ج۔امن د۔سفارتی

۲- سیاست میں ۔۔۔۔۔۔۔ اور رواداری کا رواج عام کرنے کی ضرورت ہے۔ ☐

الف۔تشدد ب۔علاقائیت ج۔عدم قبولیت د۔برداشت

۳- وزیرِاعظم اور وزراء ۔۔۔۔۔۔۔ کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔ ☐

الف۔پارلیمنٹ ب۔عالمی برادری ج۔سارک د۔سٹیٹ بینک

۴- صدر پاکستان سپریم کورٹ کو کسی قانونی ضابطے کی ۔۔۔۔۔۔ کیلئے کہہ سکتے ہیں۔ ☐

الف۔تبدیلی ب۔منسوخی ج۔خاتمہ د۔تشریح

۵- فوج کی سب سے اہم ذمہ داری ملکی ۔۔۔۔۔۔۔ کی حفاظت ہے۔ ☐

الف۔دفاتر ب۔بینکوں ج۔سرحدات د۔پارلیمنٹ

3- درج ذیل جملوں میں صحیح جملوں کو صحیح اور غلط جملوں کو غلط پر نشان لگائیں:

ا- برطانوی حکومت کی بنیاد پارلیمانی جمہوریت پر تھی۔ صحیح۔غلط

۲- ملک میں پہلے عام اِنتخابات 1988ء میں غلام اِسحاق خان نے منعقد کئے۔ صحیح۔غلط

۳- جنرل ضیاء نے 1985ء میں غیر جماعتی اِنتخابات منعقد کئے۔ صحیح۔غلط

۴- مقننہ یا پارلیمنٹ بنیادی اِنسانی حقوق کی محافظ ہے۔ صحیح۔غلط

۵- پاکستان کے پارلیمانی نظام میں وزیرِاعظم قائدِ ایوان بھی ہوتا ہے۔ صحیح۔غلط

۶- تمام سرکاری ملازمین عاملہ کا حصہ ہیں۔ صحیح۔غلط

۷- بجٹ کی آخری منظوری عدلیہ سے لی جاتی ہے۔ صحیح۔غلط

۸- پولیس کا شعبہ وزیرِ دفاع کی نگرانی میں کام کرتا ہے۔ صحیح۔غلط

NOT FOR SALE

4- کالم ملائیں:

کالم-الف	کالم-ب
رضا کار	عالیہ
عدالتِ	جنرل
آڈیٹر	شہری
آئینی	اقدار
حکم	اہلیت
میرٹ	تشریحات
جمہوری	نامہ

5- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں:

۱- پاکستان میں پہلی فوجی حکومت کب اور کس نے قائم کی؟

۲- تحریکِ استحقاق سے کیا مراد ہے؟

۳- بجٹ یا میزانیہ کی تعریف کریں۔

۴- سوموٹو (Suo Moto) سے کیا مراد ہے؟

6- درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں:

۱- حکومت پاکستان کی ساخت جن بنیادوں پر اساس ہے وہ تفصیلاً تحریر کریں۔

۲- پاکستان میں جمہوریت اور آمریت کا موازنہ کریں۔

۳- مقننہ سے کیا مراد ہے نیز پاکستان میں مقننہ کے اہم فرائض کیا ہیں؟

NOT FOR SALE

۴- عاملہ یا انتظامیہ کی تعریف کریں نیز پاکستان میں عاملہ کی ذمہ داریاں تفصیل سے لکھیں۔

۵- پاکستان میں عدلیہ کے اختیارات پر بحث کریں۔

۶- درج ذیل پر نوٹ لکھیں:

الف۔ پاکستان میں پولیس کی ذمہ داریاں۔

ب۔ فوج کا بطور ادارہ کردار۔

۷- پاکستان میں جمہوریت کو مزید مستحکم بنانے کیلئے کون کونسے اقدامات اُٹھانے چاہیے۔

عملی سرگرمیاں:

۱- 'پاکستان میں حکومت کو مزید جمہوری بنانے کیلئے تجاویز' اِس موضوع پر کلاس میں مباحثہ کریں۔

۲- 'جمہوریت میں میڈیا اور عدلیہ کی آزادی'۔ اِس موضوع پر مضمون نویسی کا مقابلہ کریں۔

NOT FOR SALE